قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحمُوداً | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۹، ۱۲ جون ۱۹۱۷ء | شنبہ و سہ شنبہ | مطابق ۱۸، ۲۱ شعبان ۱۳۳۵ھ | نمبر ۹۷، ۹۸

Digtized by Khilafat Library

فہرست مضامین

معذرت

پہلے پریسمین کے کام چھوڑ کر چلے جانے اور انکی جگہ کسی اور کو ملازم رکھنے کا جلد انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے مجبوراً دو پرچے اکٹھے شائع کئے جاتے ہیں امید ہے۔ آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ پرچے کے باقاعدہ شائع ہونے میں کوئی ایسی روک پیش نہ آئے گی اور پرچہ باقاعدہ شائع ہوتا رہے گا۔ کیونکہ اپنی طرف سے پورا انتظام کر دیا گیا ہے۔

(مینیجر)

اخبار احمدیہ

گولیکی ضلع گجرات میں تبلیغ

۳ جون ۱۹۱۷ء کو مولانا حافظ روشن علی صاحب اور مولوی ظل الرحمٰن صاحب برہمن بڑیہ گولیکی تشریف لائے احباب جماعت نے اپنے مجاہد فی سبیل اللہ مہمانوں کو عزت اکرام تعظیم۔ محبت اور تکریم سے لیا۔ حافظ صاحب نے آتے ہی چند دوستوں کو اذان کی فلاسفی بتائی۔ پھر نماز کے بعد جبکہ بہت سے دوست جمع تھے۔ اور احمدی عورتیں بھی پردہ میں حاضر تھیں۔ سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ کی لطیف تفسیر سنائی۔ اسکے بعد شام کو گاؤں میں منادی کرائی گئی۔ اور قرب و جوار کے احمدیوں کو بھی اطلاع دی گئی۔ شام کو نام زمیندار نامی نے باہر سے آنے والے احباب کے لئے بافراط خورش پر دعوت عام کی۔ عشاء کے بعد ۸ بجے مکرمی حافظ صاحب نے اپنا وعظ شروع کیا۔ مسجد کا صحن جو نہایت موزون جگہ پر واقع ہے۔ مردوں سے بھر گیا چاروں طرف ایک ایک گلی کے فاصلے سے کوٹھے ہیں۔ ان پر عورتیں بیٹھی تھیں۔ ایک ہزار کے قریب مجمع تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ کسی وعظ میں لوگ جمع نہیں ہوئے۔ حافظ صاحب نے کلمہ۔ نماز وغیرہ ارکان اسلام کی حقیقت کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا۔ اور تمثیلوں سے اپنے مطلب کو واضح کر کے سمجھایا کہ اگر تمہارے دلوں میں ایمان ہو تو ضرور ہے کہ اسکے مطابق تمہارے اعمال بھی ہوں۔ اخیر پر بتایا کہ اس صدی کا مجدد اور امام مہدی آچکا ہے۔ اسے قبول کرو تا ان برکات سے حصہ پاؤ جو مؤمنین صادقین کے لئے مقدر ہیں۔ دو گھنٹے کے قریب وعظ ہوتا رہا۔ لوگوں نے نہایت امن و سکون سے سنا۔ اور آخر تک ایک متنفس بھی اٹھ کر نہ گیا۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

یہاں قرآن کریم کے حفظ کے لئے ایک مدرسہ جاری ہوا ہے جو بچے اس مدرسہ میں قرآن شریف یاد کرتے ہیں۔ اس کے معلم حافظ ... صاحب نے ایک رکوع سنایا۔ مگر ہمارے مولوی ... صاحب کی خوش الحانی و باقاعدہ قراءت نے بتا دیا کہ احمدیوں میں ایسے بلکہ ان سے بڑھ کر لوگوں کی بھی کمی نہیں۔ امیر حافظ روشن علی صاحب نے اسی رکوع کی مختصر برجستہ تفسیر بھی کر دی جس سے ایک احمدی اور غیر احمدی حافظ کا اس خصوص میں بھی امتیاز ہو گیا۔ صبح ہمارے دونو واجب التعظیم مہمان سوار ہو کر لنگہ تشریف لے گئے۔ ادھا سے پیچھے کہیں دو بڑرن میں احمدی سلسلہ کا محبت آمیز ذکر چھوڑ گئے جلسہ وعظ میں سات آٹھ سو سے زیادہ غیر احمدی تھے۔ خدا سب کو احمدی سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق بخشے۔ حافظ مہر دار چوہدری غلام محمد۔ چوہدری قاسم۔ احمد الدین زوجہ پیر فضل شاہ انتظام خاطر و تواضع میں بہت امداد کی جزاہم اللہ احسن الجزاء (رپورٹر)

ولایت فنڈ

جناب مفتی صاحب نے اپنی ایک مراسلت میں جو کسی گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ ٹیچنگز آف اسلام کے فرانسیسی ترجمہ کے متعلق لکھا تھا کہ کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے لیکن اس کے اشتہار کے لئے جو اخباروں میں ہونا چاہیئے۔ اور بعض ایڈیٹر وغیرہ لوگوں کو مفت روانہ کرنے کے واسطے تقریباً چار سو روپے کی ضرورت ہے۔

اسکے متعلق منشی ہاشم علی صاحب گرگ ... جو بہت مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں لکھتے ہیں:۔

فرانسیسی کتاب کے متعلق جناب مفتی محمد صادق صاحب نے تھوڑی سی رقم بہت جلد منگائی ہے۔ اور الفضل میں درج ہے کہ روپیہ معرفت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جمع ہو کر آنا چاہیئے۔ اس لئے مبلغ ساڑھے آٹھ روپیہ کا منی آرڈر اسی وقت ڈاکخانہ میں بھیجدیا جسکی کوپن پر تفصیل حسب ذیل درج ہے:۔ خاکسار کاتب الحروف امداد فرانسیسی کتاب باپجر ہے (صہ) محمد ابراہیم صاحب احمدی امداد فرانسیسی کتاب عہ۔ بابو فرد محمد صاحب تبلیغ انگلستان منجانب مستورات عہ۔ منشی خیر الدین صاحب چندہ عام ولایت فنڈ ... ۔

خدا کرے اگلی اشاعت میں ہی الفضل لکھ دے۔ کہ مفتی صاحب کے مطالبہ سے زیادہ رقم جمع ہو چکی ہے۔ آمین ثم آمین "۔

ہم جناب منشی صاحب موصوف کو جزاکم اللہ احسن الجزاء کہتے ہوئے دوسرے احباب کے سامنے انکی مثال پیش کر کے توجہ دلاتے ہیں کہ وہ بھی ولایت فنڈ میں اسی جوش کے ساتھ حصہ لیں تاکہ مفتی صاحب کی مطلوبہ رقم بہت جلد جمع ہو سکے ؁

ولادت

جناب منشی فرزند علی صاحب کے ہاں دوسری بیوی سے ۲۵ اپریل ۱۹۱۷ء کو لڑکی تولد ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی منظوری سے امۃ الحمید نام رکھا گیا۔ خدا مبارک کرے ؁

درخواست دعا

برادرم محمد امین صاحب احمدی مدرس سنجاوی (بلوچستان) جو بہت مخلص اور متقی احمدی ہیں۔ اپنی چند ایک مشکلات کے دور ہونے کے متعلق درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں

نماز جنازہ

بابو محمد عبد اللہ صاحب کی چھوٹی لڑکی حنیفہ بیگم یکم جون کو۔ اور میاں غلام حیدر صاحب برادر میاں غلام حسین صاحب رہتاسی مہاجر ۸ جون قادیان میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ؁

بیعت خلافت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر وقتاً فوقتاً ایسے لوگ بیعت کرتے رہتے ہیں۔ جو کسی غلط فہمی یا ناواقفیت کا شکار ہو کر برکات خلافت سے محروم ہو چکے تھے۔ اور آخر حق کو پا لیتے ہیں۔ اسوقت تک ایسے احباب کے صرف نام شائع کئے جاتے تھے۔ لیکن آئندہ ان کے اصل خطوط شائع کئے جائینگے۔ تاکہ دیگر غلطی خوردہ بھائیوں کے لئے دامن خلافت سے وابستہ ہونے کی اور زیادہ تحریک و تحریص ہو ؁

ذیل میں دو تازہ خط شائع کئے جاتے ہیں:۔

السلام علیکم۔ مقام شکریہ ہے کہ حضور نے کفرستان کانگڑہ کی طرف توجہ فرمائی۔ اور میاں عبد العزیز جیسا مبلغ روانہ فرمایا۔ اگر عبد العزیز جیسے مبلغ آتے رہینگے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد کامیابی ہو جاویگی۔ عبد العزیز صاحب کی تقریر و علاوہ اس حسن و خلق سے ہر کوئی خوش ہے۔ یہ خاکسار بھی حضور کو خلیفہ مانتا ہے۔ اور سر تسلیم خم کرتا ہے۔

فتح الدین احمدی

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں حضور کی بیعت میں داخل ہوتا ہوں۔ اس وقت تک میں تذبذب میں تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بات حل ہو گئی ہے۔ میرے لئے حضور دعا فرماویں ؁

محمد حسین نائب شرف منصفی کانگڑہ ؁

فہرست نو مبائعین

(بابت ماہ جون ۱۹۱۷ء)

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۷ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل سمجھنا چاہیئے۔ بعض لوگ جو قادیان میں آکر بیعت کرتے ہیں۔ انکے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کیگئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنیوالوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہ جاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جسقدر نام مہیا ہو سکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

نمبر	نام	مقام
۷۶۱	والدہ احمد الدین صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۷۶۲	ہمشیرہ سید ابو الفضل صاحب	〃 کٹک
۷۶۳	خورشید ... 〃 〃 〃	〃 〃
۷۶۴	شرف علی صاحب	ضلع گجرات
۷۶۵	حکیم حسین بخش صاحب	〃 جالندھر
۷۶۶	میاں اللہ رکھا صاحب	سرگودہا
۷۶۷	والدہ لطیف احمد صاحب	گوڑگاؤں
۷۶۸	منشی سید احمد علی شاہ صاحب	ضلع گورداسپور
۷۶۹	سید نذر شاہ صاحب	〃 ملتان
۷۷۰	ابو المنیف محمد حنیف خان صاحب	لکھنؤ
۷۷۱	ہمشیرہ محمد عثمان صاحب	ضلع بھاگلپور
۷۷۲	اللہ بخش صاحب	سرگودہا

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل

قادیان دارالامان - ۹/۱۲ جون ۱۹۱۷ء

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

اور

اُس پر مولوی محمد احسن صاحب کا بیجا فخر

(از چودہری غلام احمد صاحب مختار)

مولوی محمد احسن صاحب کو بڑا فخر ہے کہ میرے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کا حسب ذیل الہام ہے:-

از پئے آں محمدؐ احسن را
تارک روز گار مے بینم

اسکے علاوہ پیغامیوں کو عموماً اور مولوی محمد علی صاحب امیر پیغامیوں کو خصوصاً بڑا ناز ہے۔ کہ مبائعین میں سے ایک ایسا بڑا بزرگ انکے ہاں جا شامل ہوا ہے۔ جسکے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کا مذکورہ بالا الہامی شعر ہے۔ اسوقت ان کے ناز اور فخر کی کوئی حد اور انتہا معلوم نہیں ہوتی جبکہ وہ اخباروں اشتہاروں۔ ٹریکٹوں اور رسالوں کے ذریعہ اس امر کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ اسمہٗ احمدؐ والی پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعودؑ ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اور یہ کہ اس پیشگوئی کی تعیین میں مولوی محمد احسن صاحب جن کے حق میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے۔ ان کے ہمخیال ہیں۔ اور اس امر کی تائید القول الممجد میں کی ہے۔ جسمیں مولوی محمد احسن صاحب نے خلافت مآب حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی مخالفت میں سب سے اوّل اسمہٗ احمدؐ کے متعلق قدم اُٹھایا ہے۔ اور اپنے انکار خلافت کے اعلان میں اسمہٗ احمدؐ والی پیشگوئی کو ہی اس کا موجب قرار دیا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ جب تک مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے خیالات نسبت اسمہٗ احمدؐ بذریعہ القول الممجد ظاہر نہ کئے تھے۔ اسوقت تک ہمارے نزدیک بھی مذکورہ بالا الہامی شعر مولوی صاحب کے حق میں قابل فخر اور ناز ہی تھا۔ کیونکہ ہمارے خیال میں مولوی صاحب حضرت مسیح موعود کو اسمہٗ احمدؐ کا مصداق جانتے تھے جیسا کہ مذکورہ بالا الہامی شعر کی شان نزول سے پایا جاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خود ہی حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۳ زیر نشان ۱۴۸۔ اس الہام زیر بحث کا نزول بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے وھو ھٰذا:-

"۱۴۸ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا۔ جسمیں اسنے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے۔ اور **میرا نام بھی لکھا ہے**۔ اور بتلایا ہے کہ تیرہویں صدی کے اخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔ اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:-

مہدئ وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وہ آنے والا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا۔ اور دونوں طور کے دعوے کریگا بس اس اثناء میں کہ میں یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ عین پڑھنے کے وقت مجھ پر یہ الہام ہوا:-

از پئے آں محمدؐ احسن را
تارک روز گار مے بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اسی غرض کے لئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی۔ علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں۔ اور اس کے دعوی کی تائید کے لئے خدمت بجالاویں ... ..."

مذکورہ بالا اقتباس میں عاجز راقم نے ایک فقرہ کو جلی حروف میں اسواسطے ظاہر کیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو فوراً معلوم ہو جاوے کہ حضرت نعمت اللہ ولی کے قصیدہ میں حضرت مسیح موعود کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں حضرت نعمت اللہ ولی کے قصیدہ کو درج فرما دیا ہے۔ اور اس قصیدہ کی خوب تشریح فرمادی ہے۔ جو کہ صفحہ ۱۰ سے شروع ہوتی ہے اس قصیدے میں مہدئ وقت اور عیسیٰ دوران کے نام نامی کو حسب ذیل شعر میں ادا کیا گیا ہے:-

اح م و دال مے خوانم
نام آں نام دار مے بینم

اس شعر کے بعد وہ شعر آتا ہے۔ جسکے پڑھنے کے وقت حضرت مسیح موعودؑ کو "از پئے آں محمدؐ احسن را ... الخ" الہام ہوا۔ اب یہ خوب ظاہر ہے۔ کہ جس مہدئ وقت اور عیسیٰ دوران کا اشارہ

"از پئے آں محمدؐ احسن را"

میں کیا گیا ہے۔ اسی کا نام نامی

"نام آں نامدار مے بینم"

والے شعر میں احمدؐ بتایا گیا ہے۔ مذکورہ بالا دونوں مصرعوں میں آں کا اشارہ قابل غور ہے۔ بلکہ سمجھنے کی خاطر اگر "از پئے آں محمدؐ احسن را" کی بجائے "از پئے احمد محمد احسن را" رکھدیا جاوے۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ اور الہام کی تفہیم میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ اسی قصیدہ میں اسی احمد کو مہدئ وقت اور عیسیٰ دوران بتایا گیا ہے۔ گویا حضرت مسیح موعود کے اس الہام

از پئے آں محمدؐ احسن را
تارک روز گار مے بینم

کی شان نزول سے ثابت ہو گیا کہ مہدئ وقت اور عیسیٰ دوران جس کی تائید میں بمطابق الہام

از پئے آں محمدؐ احسن را
تارک روز گار مے بینم

مولوی محمد احسن صاحب ریاست بھوپال سے تارک روزگار ہوئے تھے۔ اس کا نام نامی احمد ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام سے تصدیق فرمادی ہے کہ واقعی حضرت مسیح موعودؑ کا اسم شریف بمطابق آیت اسمہٗ احمد احمدؐ ہی ہے۔

مولوی محمد احسن نیز پیغامیوں کی سخت نادانی ہے اور ظلم بھی ہے۔ اگر وہ اسمہٗ احمدؐ کی تعیین کی بحث میں جھٹ مولوی محمد احسن صاحب کی ذات کو پیش کرکے کہدیتے ہیں کہ

اسم احمد کی بحث کے متعلق مولوی محمد احسن صاحب کا قول اور فیصلہ قطعی ہے۔ کیونکہ ان کی بزرگی اور شان کی نسبت حضرت مسیح موعود کا یہ الہام ہے کہ :-

از پئے آں محمد احسن را
تارک روز گارے بینم

حالانکہ اس الہام کے شانِ نزول سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو یہی کہ :-

از پئے احمد محمد احسن را
تارکِ روز گارے بینم

اب جبکہ وہ حضرت مسیح موعود کو احمد ہی نہیں سمجھتے۔ تو ان کا اس الہام پر فخر اور ناز کرنا نہایت ہی نازیبا ہے کیونکہ یہ الہام ان پر اسی وقت صادق آسکتا تھا۔ جب تک کہ وہ حضرت مسیح موعود کو احمد تسلیم کرتے تھے چونکہ اب وہ حضرت مسیح موعود کو احمد تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ القول الممجد سے ظاہر ہے۔ لہذا وہ اس الہام کے حقیقی مصداق بھی نہ ٹھہرے ✤

ایک ضروری عرضداشت بخدمت علمائے جماعت احمدیہ

جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مندرجہ ذیل سوال علمائے جماعت احمدیہ کی خدمت میں برائے جوابات بھیجے ہیں۔ اگر ہمارے علماء کرام اس فرض اور ذمہ داری کو پیش نظر رکھ کر جو جماعت احمدیہ کے علماء ہونے کی حیثیت سے ان پر عاید ہوتی ہے۔ ان کے جواب دینے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے تو بہت ہی مبارک بات ہو گی ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ جناب قاضی صاحب کی درخواست کے ساتھ وہی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ جو ہماری ہزاروں گذارشوں کے متعلق روا رکھا جاتا ہے۔ بلکہ اسے شرف قبولیت بخشا جائے گا ✤

ایک صاحب علم کے لئے ہفتہ میں ایک آدھ صفحہ کا مضمون لکھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اور نہ ہی اسکے لئے کسی مصروفیت اور عدیم الفرصتی کا عذر کچھ وزن رکھتا ہے لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اخبارات سلسلہ کے بیشتر صفحات علماء کرام کے رشحات قلم سے محروم رہتے ہیں۔ امید رکھنی چاہیئے کہ اب جبکہ قاضی صاحب نے علماء جماعت اور اہل قلم سلسلہ کو نام لے کر اس طرف متوجہ کیا ہے تو وہ اپنے نام کی لاج رکھنے کے لئے ثواب حاصل کرنے کی سعی فرماویں گے ✤

بخدمت اخوان مکرم

(۱) جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ✤
(۲) جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب ✤
(۳) جناب مولانا مولوی فاضل میر محمد اسحٰق صاحب ✤
(۴) جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ✤
(۵) جناب میر قاسم علی صاحب ✤
(۶) جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ✤
(۷) جناب مولانا مولوی فاضل محمد اسمٰعیل صاحب ✤
(۸) جناب مولانا مولوی کرم داد صاحب ✤
(۹) جناب محمد سعید صاحب سعدی ✤

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صاحبان کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ مندرجہ ذیل سوالات پر شرح وبسط کے ساتھ (۱) قرآن کریم سے (۲) احادیث سے (۳) اقوال بزرگان اسلام سے (۴) الہامات حضرت مسیح موعود سے (۵) تحریرات حضرت مسیح موعود سے (۶) حضرت نور الدین اعظم کی تقریرات سے روشنی ڈالکر ممنون اور شکریہ کا موقع بخشیں۔ اور عنداللہ ماجور ہوں۔ ان سوالات پر میرے نزدیک مضامین شائع کرنے بہت ضروری ہیں اسلئے سر دست آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کیا ہے امید ہے آپ توجہ فرماوینگے۔ یہ جوابات مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے بہت سارے فتنے کا علاج ثابت ہونگے انشاء اللہ تعالےٰ ✤

(۱) حضرت غلام احمد علیہ السلام کی آمد اور ظہور کی پیشگوئی قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے ✤

(۲) کیا حضرت مسیح موعود کا ماننا اور اس پر ایمان لانا مدار نجات ہے یا جزو ایمان ہے ✤

(۳) کیا آپ کی وحی اور آپ کی تعلیم اور آپ کی بیعت پر ایمان لانا اور اس پر عامل ہونا لازمی ہے ✤

(۴) قرآن کریم کی کون آیات سے اور کون احادیث سے نفس نبوت کا حضرت آدم سے تا قیامت جاری ہونا ثابت ہے

(۵) نبی اور رسول کی تعریف اور ان کی شناخت کا منہاج اور معیار کیا ہے جو حسب قرآن کریم کے بیان کردہ سب رسولوں پر حاوی ہو ✤

(۶) حضرت مرزا غلام احمد کا اصل دعویٰ کیا ہے۔ مسیح موعود ہونا۔ یا امام مہدی ہونا۔ یا نبی اللہ ہونا۔ اور اگر مسیح موعود ہونا اصل دعوےٰ ہے تو کیا امام مہدی اور نبی اللہ ہونا اس کے لازمی صفات ہیں۔ اور اگر لازمی صفات ہیں۔ تو کیا موصوف (سیدنا مسیح موعود) سے یہ صفات (امام مہدی اور نبی اللہ ہونا) کسی وقت بھی منفک مانے جا سکتے ہیں۔ اگر مانے جا سکتے ہیں تو کیا مسیح موعود کی اصل پوزیشن قائم رہ سکتی ہے ✤

(۷) سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کن احادیث میں مسیح موعود پر ایمان لانے کی تاکید کی ہے ✤

نوٹ :- آیات اور احادیث سے جو استدلال ہو۔ اس میں حضرت مسیح موعود اور نور الدین اعظم کے استدلال کو مقدم رکھا جاوے۔ اور بعدہٗ اپنا استدلال پیش کیا جاوے۔ جن کتابوں سے حوالے دئے جاویں۔ ان کے نام اور صفحے دئے جاویں۔ جوابات بذریعہ اخبار الفضل شایع ہوں۔ ان سوالات میں جو غلطی ہو۔ اس کو مناسب طور پر درست کر کے بعدہٗ جواب شایع کیا جاوے۔ والسلام ✤

احمدی جماعت میں عام تعلیم

اخبار وکیل اپنے ۲ جون کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ :-

"خبر گرم ہے کہ قادیانی احمدی جماعت میں یہ تحریک زیر تجویز ہے یا پاس ہو چکی ہے کہ انکی جماعت میں ابتدائی تعلیم لازمی کر دی جائے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکی بابت دیہاتی اور قصباتی کمیٹیاں عملی رنگ میں کوشش بھی کر رہی ہیں"

گذشتہ ماہ اپریل کی ۷-۸ تاریخ جو احمدیہ کانفرنس ہوئی تھی اس میں ایک ریزولیوشن ترویج تعلیم کے متعلق بھی پاس ہوا تھا لیکن افسوس ہے کہ ہم اسکے پورے الفاظ کے دیکھنے سے بھی اسی طرح محروم ہیں۔ جسطرح کہ اور بہت سے ریزولیوشنوں کے الفاظ سے۔ چہ جائیکہ اس کے مطابق کسی عملی کارروائی سے آگاہ ہوں ✤

ممکن ہے۔ اس ریزولیوشن کا عملدرآمد شروع ہو گیا ہو لیکن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

اِتّفاق و اِتّحاد کی ضرورت

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ
فرمودہ یکم جون ۱۹۱۷ء

سُورہ فاتحہ تلاوت کر کے فرمایا :-

خدا کا احسان ذمہ واری کو بڑھا دیتا ہے

کوئی نعمت کوئی فضیلت کوئی رحمت اور کوئی احسان خدا تعالیٰ کیطرف سے اسکے بندوں پر نازل نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ ان کا کام انکی ذمہ واری بھی نہیں بڑھ جاتی۔ خدا تعالےٰ کی نعمتیں اور احسان ہی ایک ایسی چیز ہیں کہ جو انسان کے کندھوں کو فرائض کے بوجھ سے خم کر دیتی ہیں۔ ایک دانا اور عقلمند انسان تو اس بوجھ کو سمجھتا ہے۔ لیکن ایک نادان کی نظر نعمت اور انعام کی طرف تو ہوتی ہے۔ مگر بوجھ کی طرف نہیں دیکھتا۔ ایک بڑے بزرگ کی نسبت لکھتے ہیں انکو کسی جگہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ اسلام میں قاضی ایسے ہی ہوتے تھے جیسے آجکل جج ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک بہت معزز عہدہ چلا آیا ہے۔ اور اب بھی معزز ہی ہے۔ ان کے قاضی مقرر ہونے پر ان کے دوست آشنا جمع ہوئے۔ کہ انہیں مبارکباد دیں۔ لیکن جب انکے پاس آئے۔ تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں اور روتے روتے گھگی بندھی ہوئی ہے۔ دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اور کہا ہم تو آپکے پاس اسلئے آئے تھے۔ کہ آپکو قاضی مقرر ہونے پر مبارکباد دیں۔ مگر آپ رو رہے ہیں کیا کوئی ایسا سانحہ ہوا ہے۔ جس کی تکلیف سے آپ بیتاب ہیں *

اس بزرگ نے کہا۔ کیا قاضی مقرر کئے جانے سے بڑھ کر بھی کوئی ایسا واقعہ ہو سکتا ہے۔ جس پر میں روؤں۔ انھوں نے کہا یہ تو خوشی کا مقام ہے نہ کہ رونے کا۔ بزرگ نے کہا۔ تمہیں کیا معلوم ؟ یہی تو رونے کا مقام ہے اس میں شک نہیں کہ یہ مجھ پر ایک انعام ہوا ہے مگر اسمیں بھی شک نہیں کہ ساتھ ہی مجھ پر ایسی ذمہ واری بھی عائد کر دی گئی ہے۔ جسکو میں اٹھا نہیں سکتا۔ دیکھو میں عدالت میں جاؤں گا۔ لوگوں کے جھگڑے میرے پاس فیصلہ کے لئے آئینگے۔ اور باوجود اسکے جھگڑنے والے مجھ سے زیادہ جھگڑے کی حقیقت سے واقف ہونگے۔ مجھے اس کا فیصلہ کرنا پڑیگا۔ ایک شخص آکر کہے گا۔ فلاں نے میرا اتنا روپیہ دینا ہے۔ دلوا دیجئے۔ لیکن دوسرا کہیگا۔ مجھے اس کا کوئی روپیہ نہیں دینا۔ اب روپیہ لینے والا جانتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا جھوٹا۔ یعنے اس نے روپیہ لینا ہے یا نہیں لینا۔ مگر میرے سامنے آکر یہی کہتا ہے کہ لینا ہے۔ اسی طرح مدعا علیہ جانتا ہے کہ اسنے روپیہ دینا ہے یا نہیں دینا اور سچا ہے یا جھوٹا۔ لیکن میرے سامنے انکار ہی کرتا ہے اب باوجود اس کے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں اصل معاملہ سے واقف ہیں۔ مدعی خوب جانتا ہے کہ اُسنے روپیہ لینا ہے یا نہیں۔ اسی طرح مدعا علیہ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اسنے روپیہ دینا ہے یا نہیں۔ لیکن دونوں جھگڑتے ہیں۔ اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ان کا فیصلہ کرنے کے لئے مجھے مقرر کیا جاتا ہے۔ جسے انکے لین دین کے متعلق کچھ بھی واقفیت نہیں ہے۔ بتاؤ یہ رونے کا مقام ہے یا نہیں۔ یہ کہکر ان کی پھر چیخیں نکل گئیں۔ اور رونے لگ گئے *

یہ صرف ان قاضی صاحب ہی کی بات نہیں ہر جگہ ہر کام اور ہر حکم کا انسان اگر دیکھے۔ تو اسے معلوم ہو جائے۔ کہ جسقدر مجھ پر انعامات ہو رہے ہیں۔ اسی قدر میری ذمہ داریاں بھی بڑھ رہی ہیں۔ اور مجھ پر بوجھ رکھا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سورہ فاتحہ الحمد سے شروع ہوتی اور ضالین پر ختم ہوتی ہے۔ ایک ظاہر بین انسان تو یہی کہے گا۔ کہ جب الحمد سے شروع ہوئی ہے۔ تو ختم بھی الحمد پر ہی ہونا چاہیئے تھی۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ بلکہ ضالین پر ختم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ یہی ہے کہ ہر انعام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے انسانوں پر ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ انکی ذمہ واری بھی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن بہت ہوتے ہیں جو انعام ہونے کے وقت ذمہ واری کو نہیں سمجھتے اس لئے ٹھوکر کھا کر کہیں کے کہیں نکل جاتے ہیں۔ گویا ان کے لئے انعام ٹھوکر کا موجب بن جاتا ہے۔ شبلی ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ وہ جنید بغدادی کے جو صوفیا کے گویا باپ تھے۔ شاگرد تھے۔ وہ ایک علاقہ کے گورنر تھے۔ کسی غرض کے لئے جسطرح حکام اپنے بالا دست افسروں کے پاس مشورہ کے لئے آتے ہیں وہ بھی ایک دفعہ بادشاہ کے پاس آئے۔ ادھر جس مجلس میں آپ بادشاہ کے پیش ہوئے اسی میں ایک ایسا شخص بھی پیش ہوا۔ جس نے لڑائی میں بڑی بہادری دکھلائی اور بڑی خدمت کی تھی۔ جسکے صلہ میں اُسے خلعت دیا جانا تھا۔ بادشاہ نے اُسے ایک نہایت بیش قیمت خلعت پہنایا۔ اتفاقاً اُسے ریزش کی شکایت تھی۔ چھینک جو آئی۔ تو ناک سے رطوبت بہ گئی۔ بدقسمتی سے وہ رومال لانا بھول گیا تھا۔ اور اپنے کپڑے نیچے پہنے ہوئے تھے۔ جن کے اوپر خلعت تھا۔ اس نے گھبراہٹ اور جلدی سے کہ اگر بادشاہ نے رطوبت دیکھ لی۔ تو ناراض ہو گا۔ خلعت سے ہی پونچھ دی۔ بادشاہ کی نظر اسپر جا پڑی۔ سخت ناراض ہو کر حکم دیا۔ کہ اس کا خلعت اتار لو اور باہر نکال دو۔ کہ اسنے میرے دئے ہوئے خلعت کی ہتک کی ہے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر شبلی کی چیخ نکل گئی۔ اور بادشاہ کو کہا کہ میرا استعفاء قبول کیجئے۔ بادشاہ نے پوچھا۔ تمہیں کیا ہوا ہے۔ تم کیوں استعفاء دیتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ اس شخص نے آپکی خدمت بڑی جان نثاری کے ساتھ کی ہے۔ جسکے بدلہ آپ اسے جو کچھ بھی دیتے تھوڑا تھا۔ لیکن آپنے ایک خلعت پہنایا۔ جو اگرچہ اسکی خدمت اور کام کے نتیجہ میں ہی تھا۔ مگر باوجود اسکے اور رومال کے نہ ہونے کی وجہ سے جب اس نے منہ پونچھ لیا تو آپنے اسکے ساتھ یہ سلوک کیا۔ حالانکہ اگر وہ منہ نہ پونچھتا تو بھی اسکے ساتھ اسی قسم کا سلوک کیا جاتا۔ لیکن مجھے جو خدا تعالےٰ نے خلعت عطا فرمایا ہے۔ وہ کسی میرے

فضل کے نتیجہ میں نہیں ہے۔ بلکہ محض اسکے فضل سے ہے۔ اسلئے میں اگر اس کی قدر نہ کروں گا۔ تو کس قدر سزا کا مستحق ہوں گا۔ پس اہی آپ کی ملازمت سے باز آیا تو جو سطرح استعفا دے کر اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنید کے پاس چلے گئے اور ان کے شاگردوں میں داخل ہو گئے ❖

جماعت احمدیہ خوب یاد رکھے

تو انعام کے ساتھ ذمہ واری بھی بہت بڑھ جاتی ہے۔ ہماری جماعت جو خدا تعالےٰ کے خاص فضل اور رحم کے ماتحت قائم ہوئی ہے۔ اس کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ خوب یاد رکھے کہ ہر انعام کے ساتھ ایک ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔ اور پھر وہ انعام جو ہم پر ہوا ہے۔ نہ چونکہ بہت ہی عظیم الشان ہے۔ اس لئے ہماری ذمہ واری بھی بہت زیادہ اور بہت بڑی ہوئی ہے۔ ہمیں وہ زمانہ نصیب ہوا ہے۔ جس کے دیکھنے کی خواہش اور آرزو بڑے بڑے بزرگ اپنے ساتھ لے گئے۔ پس جہاں یہ بہت بڑا انعام ہم پر ہوا ہے۔ وہاں ساتھ ہی بہت بڑی ذمہ واریاں بھی ہم پر عائد ہو گئی ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے قول اپنے فعل اپنی رفتار اپنی گفتار میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ تاکہ کسی کی ٹھوکر کا موجب ہو کر جماعت کو نقصان نہ پہنچائیں ہمیں ساری دنیا کے لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے جو دنیاوی سامان کے لحاظ سے ہر طرح بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہماری مٹھی بھر جماعت ہے کروڑوں کی تعداد میں ہندو۔ عیسائی یہود اور غیر احمدی موجود ہیں۔ پھر ان کے پاس ہر قسم کے سامان ہیں اور ہمارے پاس ان سب کی کمی ہے ❖

ایک مثال ہے کہ بیالا شاہ سوتا ہے۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ اسطرح کیوں سوتے ہو۔ اس نے کہا اسلئے سوتا ہوں کہ اگر آسمان گر پڑے۔ تو اسے اپنی ٹانگوں پر اٹھا لے رکھوں۔ اور لوگوں کو مرنے سے بچا لوں۔ یہ مثال اس وقت بیان کی جاتی ہے۔ جبکہ کوئی معمولی آدمی کسی بڑی ذمہ داری کو اٹھانے کا مدعی ہوتا ہے۔ یہ مثال غلط ہے یا صحیح۔ مگر ہمارا حال واقعہ میں [illegible] ضلالت اور گمراہی کا [illegible] اس کے

روکنے کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں۔ پس جہاں پہلے ہی یہ حالت ہو۔ وہاں اگر آپس میں نااتفاقی اور فتنہ ہو تو پھر کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے ❖

آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ خطرات کے وقت دشمن اور دوست بھی ایک ہو جاتے ہیں۔ اسی جنگ میں دیکھو۔ فرانس۔ روس اور انگلینڈ ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو لڑ رہے ہیں۔ حالانکہ ان میں مدتوں سے رنجشیں چلی آرہی تھیں۔ اب یہ کیوں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اسلئے کہ ایک عظیم الشان خطرہ سے انہیں مقابلہ آ پڑا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے۔ تو اسلام کے لئے اسوقت اس سے بھی زیادہ خطرہ درپیش ہے۔ اسلئے اسکے دور کرنے کے لئے ہمیں تو بہت ہی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جو پہلی عداوتیں یا رنجشیں ہوں۔ ان کو بھی بھول جانا چاہیئے۔ اور پیدا کرنی چاہیئیں ❖

پس اس بات کو خوب یاد رکھو ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی زبان اور ہاتھ کو سنبھال کر رکھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ایسا تعلق ہو کہ جماعت میں لڑائی اور فساد کا نام تک نہ ہو۔ جب کوئی دیکھے۔ کہ فلاں بات سے فلاں بھائی کی دلشکنی ہوتی ہے۔ تو زبان کو روکے۔ اور ہاتھ کو بند رکھے۔ حضرت مسیح کہتے ہیں افسوس اسپر جو دوسرے کے لئے ٹھوکر کا موجب بنتا ہے۔ پس اگر کوئی ایسا کرتا ہے۔ تو اسے خوش نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ایک دن وہ خود ٹھوکر کھائے گا ❖

اسوقت اتحاد اور اتفاق کی سخت ضرورت ہے۔ اسی کے لئے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو بھیجا۔ پس اب جو اتحاد کو توڑتا ہے۔ وہ گویا مسیح موعود کی بعثت کو غرض کو رد کر دیتا ہے۔ اور آپ کے کام میں روک ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ اس روک ڈالنے میں تو کامیاب نہیں ہو سکیگا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں تیری مدد کروں گا۔ ہاں وہ خود ذلیل اور رسوا ہو جائیگا ❖

اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو سمجھ دے۔ تا اسکے آپس میں ایسے تعلقات اور رشتے ہوں۔ جیسے سگے بھائیوں اور عزیزوں میں ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اور خدا تعالےٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنے تمام جوشوں

[illegible]

نظم

(از منشی منظور احمد صاحب منظور شاہ پوری)

دشمنی ہم سے ہمارے آشنا کرتے رہیں
جس طرح ہو دوستی کا حق ادا کرتے ہیں

ان کو اپنی راہ ہے اور ہم کو اپنی راہ ہے
وہ جفا کرتے رہیں اور ہم وفا کرتے رہیں

ایک نقطہ نے انہیں محرم سے مجرم کر دیا
وہ دغا کرتے رہیں اور ہم دعا کرتے رہیں

ہم نہ چھوڑینگے کبھی تہذیب کو ان کے لئے
گالیاں دیتے رہیں وہ ہم حیا کرتے رہیں

صبر ہے بس انکی اس گندہ دہانی کا جواب
صبر وہ جس پر فرشتے مرحبا کرتے رہیں

سامنے میدان میں آنے سے گھبراتے ہیں وہ
ہم بلاتے ہی رہیں وہ التوا کرتے رہیں

صلح مخلوقات سے کیسی کہ ہے خالق سے جنگ
کچھ خدا کے واسطے خوف خدا کرتے رہیں

کر کے انکار خلیفہ منکر احمد ہوئے
ابتدا اس سے ہوئی یا انتہا کرتے رہیں

جس کو ملنی تھی خلافت فضل حق سے مل گئی
رونیوالے حشر تک آہ و بکا کرتے رہیں

ہو گئے ان کے تو ناسور جگر اب لا علاج
مرہم عیسیٰ کا زخموں پر لگا کرتے رہیں

تیغ امروہی یہ دیکھو کس قدر افسوس ہے
آپ بھی اختتام شان میرزا کرتے رہیں

صادقوں کی روشنی کو دور کر سکتا ہے کون
وہ جو کوشش کر رہے ہیں کیا ہوا کرتے رہیں

کیا کسی دن ہم بھی یا رب جا رہینگے قادیاں
ہاں دعا تو روز ہم صبح و مسا کرتے رہیں

میں تو خادم ہوں محمد احمد و محمود کا
وہ جو کرتے ہیں مگر منظور کیا کرتے رہیں

رب کرے منظور کی سب مشکلیں آساں ہوں
خادمان حضرت مہدی دعا کرتے رہیں

لنڈن میں تبلیغ

فراست مومن

کل شام کے وقت سیر سے واپس ہوتے ہوئے ایک صاحب ملے۔ جو ہمارے مکان کے پاس اور نیٹیل بک شاپ۔ پر کھڑکی میں سے نمائشی کتابوں کے نام غور سے دیکھ رہے تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا۔ یہ شخص قابل توجہ معلوم ہوتا ہے۔ اور آگے بڑھ کران سے مخاطب ہو کر یوں دریافت کیا۔ آیا آپ مشرقی زبانوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ کیا کوئی مشرقی زبان بولتے بھی ہیں۔ جس پر اسنے اپنی تمنا ظاہر کی کہ کاش میں بول سکتا اسجگہ ہمارے سلسلہ کا بورڈ لگا ہوا تھا جس کی طرف اشارہ کرکے اسنے کہا کہ یہ سلسلہ احمدیہ کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحبنے بتایا کہ یہ اسلامی سلسلہ ہے۔ جو اس زمانہ میں خدا کے نبی احمدؑ کے ذریعہ قائم ہوا ہے۔ جیسا کہ خدا نے وقتاً فوقتاً دنیا میں لوگوں کی اصلاح کے لئے انبیاء بھیجے اسی طرح سے اب بھی اس پاک ذاتنے حضرت احمدؑ کو اپنے کلام سے مشرف کیا ہے۔ اور اسنے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ لوگ۔ اپنی حالتوں کو سنوار کر زندہ خدا کے ساتھ تعلق باندھیں۔ یہ سنکر اسنے کہا اچھا میں پھر کسی روز زائد حالات سننے کے لئے مکان پر آؤں گا۔ اثنائے گفتگو میں اسنے دریافت کیا کہ کیا احمدؑ جو ہوئے ہیں وہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بتلائے ہوئے مسائل کی تشریح و تفسیر کرتے تھے۔ اس کا جواب سنکر اس نے کیا لطیف فقرہ بولا۔ "پھر وہ آخری زمانہ کے محمدؐ ہیں"۔ کاش کہ ہمارے بھولے بھالے دوستوں میں اتنی عقل باقی رہتی۔ جتنی اس انگریز میں ہے ہم دونوں اوپر مکان پر گئے۔ حضرت مفتی صاحبنے مجھے فرمایا کہ اس صاحب کو اسلام کے متعلق اپنے رسالہ دے آؤ۔ اس میں سعادت معلوم ہوتی ہے۔ اسپر میں جلدی سے دو رسالے اسلام و دیگر مذاہب اور اسلام مسلم چوتھی منزل سے لے کر نیچے گیا۔ خوش قسمتی سے وہ ابھی دور نہیں گیا تھا۔ لے کر اس نے بڑا شکریہ ادا کیا۔ اور غور سے پڑھنے کا وعدہ کیا بعض تفصیلی حالات پوچھنے شروع کئے۔ جن کا جواب اسکو بفضلہ میں تسلی بخش دیتا رہا کیونکہ وہ سنکر کہتا تھا کہ ہاں واقعی معقول بات ہے۔ پھر اُسنے کہا آپ کے کام میں یہاں تعدد ازدواج کے مسئلہ کے متعلق بہت اعتراضات ہوتے ہونگے۔ اس میں اس کا اپنا مطلب سمجھنے کا تھا۔ مینے اسکی ضرورت و حکمت۔ پورے طور سے بتائی اور سمجھایا۔ کہ انسانی جائز ضروریات کے لئے وہی قانون کا ہونا مذہب کے کمال کو ثابت کرتا ہے۔ اور جس مذہب میں ایسا نہیں وہ ساری دنیا کے لئے نہیں ہو سکتا۔ اور انسانی فطرت کے خلاف ہے۔ اسکو بھی اُسنے تسلیم کیا۔ ایسے ہی کھڑے کھڑے دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر وعدہ کیا کہ میں پھر ملوں گا۔ اور اپنا ایڈریس بھی دیا۔ خط و کتابت سے اور موقعہ تبلیغ ملے گا۔ انشاء اللہ تعالے ؛

تبدیل مذہب میں اسلام کو ترجیح

ہائیڈ پارک میں حسب معمول اتوار کے روز کئی لوگوں کو سلسلہ حقہ کی تبلیغ کا موقعہ ملا۔ ایک یہودی صاحب جو گذشتہ اتوار کے روز بڑی دلچسپی سے سنتے رہے تھے۔ اور کتاب ٹیچنگز آف اسلام خریدی تھی۔ مجمع میں قریباً تین گھنٹہ تک کھڑے رہے۔ ایک جواب کے ضمن میں اسنے ایک عیسائی کو مخاطب ہو کر کہا کہ اگر مجھے کل مذہب تبدیل کرنا ہو تو مسیحیت پر اسلام کو ترجیح دوں گا۔ اس نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا کہ جنوبی افریقہ میں ایک علاقہ میں جہاں جنگلی اور اصلی باشندے رہتے تھے ان کے درمیان اس کو رہنے کا موقعہ ہوا۔ اس جنگلی حالت میں وہ مجھ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ مگر پانچ سال کے بعد جب میں وہاں پہنچا۔ تو صورت بالکل بدل چکی تھی۔ کیونکہ اس عرصہ میں مسیحی مشنری وہاں پہنچ کر اپنے مذہب کی برکات ان میں پھیلا چکے تھے۔ وہی لوگ جو مجھے نہایت پیار سے ملا کرتے تھے۔ عیسائی ہونے پر مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئے۔ اور ان کے اخلاق مفقود ہو گئے۔ مگر اسکے برخلاف مسلمان علاقوں میں بھی مجھے رہنے کا موقعہ ملا ہے۔ باوجود اسکے کہ میرے خیالات ان سے مختلف تھے۔ مگر اس وجہ سے ان میں سے کسی نے مجھ سے نفرت کا سلوک نہیں کیا۔ بلکہ نیک برتاؤ سے پیش آتے تھے۔ غرض لوگ دس منٹ بھی بات نہیں سنتے تھے۔ جس میں ریت رہے۔ اور مجھے اسلام کی خوبیوں کو پیش کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔ معترض بہت تھے۔ مگر حق کے آگے کسی کی کیا پیش جاتی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؛

ایک اور پرندہ مسلمان

رسالجات اور ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ ایک صاحب اور حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر اس ہفتہ مسلمان ہوئے ہیں۔ جس کی فارم حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔ ان کا نام مسٹر برڈ (Bird) ہے۔ جسکے معنے پرندے کے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ پہلے صاحب کا نام مسٹر سپیرو ہے جسکے معنے چڑیا کے ہیں۔ حکمت الٰہی ہے۔ کہ آتے ہی حضرت مفتی صاحبنے پرندوں کو پکڑنا شروع کر دیا ؛

احباب احمدی خیریت سے ہیں۔ ترقی ایمان اور استقامت کے لئے سب کے لئے دعائیں فرمائی جاویں۔ حضرت مفتی صاحب کی کامل صحت کے لئے جو اس جگہ کے کام کے لئے نہایت ضروری ہے۔ احباب عجز و نیاز سے بدرگاہ الٰہی دعائیں فرماتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے کام میں برکت بخشے آمین ثم آمین ؛ والسلام

خاکسار قاضی عبد اللہ عفی اللہ عنہ یکم مئی ۱۹۱۷ء

۴۱۱ گریٹ رسل اسٹریٹ لنڈن۔ ڈبلیو سی

لنڈن میں ضرورت

ہمیں ریویو آف ریلیجز انگریزی کی مفصلہ ذیل جلدوں اور پرچوں کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی احمدی بھائی ارسال فرماویں تو اللہ تعالےٰ کے حضور سے ثواب پاوینگے۔ اگر کوئی صاحب قیمتاً دینا چاہیں۔ تو شکریہ کے ساتھ قیمت ادا کی جائیگی جو صاحب کوئی جلد یا پرچہ روانہ کر سکتے ہوں۔ براہ راست مجھے پیکٹ کر دیں۔ اور ایڈیٹر صاحب الفضل کو اطلاع کر دیں تاکہ اس پرچے یا جلد کا وہ آیندہ اشتہار نہ دیویں۔ بسبب سخت ضرورت کے یہ اشتہار دیا گیا ہے۔ ہمارا یہاں کا کتبخانہ ان کے بغیر نا مکمل ہے۔ (۱) جلد ۱۹۰۶ء (۲) جلد ۱۹۰۳ء۔ اور مفصلہ ذیل پرچے (۱) پرچہ فروری ۱۹۱۶ء انڈکس ریویو انگریزی ۱۹۰۳ء۔ پیکٹ ۲/۱ سیر سے زیادہ نہ ہو۔ زیادہ وزن ہو تو دو پیکٹ بنا دئے جاویں والسلام

411 Great Russell St London W.C. England

زار کی حالتِ زار

زار کبھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی با حالِ زار

ہم ممنون ہیں جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے جنھوں نے بڑی نوازش اور شفقت سے اخبار الفضل کے لئے مندرجہ ذیل مضمون انگریزی سے اردو میں ترجمہ کر کے بھیجا ہے۔ (ایڈیٹر)

پیٹرس گراڈ سے جو تازہ حالات سابق زار روس کے معلوم ہوئے ہیں۔ وہ مفصلہ ذیل ہیں۔ "اسکے بچے سب بیمار پڑے ہیں۔ ابتداء میں خسرہ نکلا تھا۔ اسکے بعد پھر دیگر تکالیف سے جو اس بیماری کو لازم ہیں۔ انکو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ اس کا بچہ جس کا نام گرانڈ ڈیوک الیکس تھا وہ جب ذرا خسرہ سے اچھا ہوا تو باغ میں ٹہلنے گیا۔ اور وہاں گر گیا جس سے اسکے بازو کو سخت چوٹ لگی چنانچہ اب وہ بہت سخت بیمار پڑا ہے۔ اور کھانسی بھی ہو گئی ہے دو لڑکیاں نمونیہ سے سخت بیمار پڑی ہیں۔ صرف ایک لڑکی ذرا اچھی ہے۔ جس کا نام گرانڈ ڈچس اتیانہ ہے وہ اچھی ہے۔ اور باپ کے ساتھ ٹہلنے کو جایا کرتی ہے سابق زار کو اپنی بیوی سے ملنے کی اجازت نہیں ہے لیکن وہ اپنے بچوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ زارینہ کی نسبت کوئی خبر نہیں مل سکتی۔ جو اس کی دو لونڈیاں ہیں۔ وہ بھی اپنے اپنے کمروں میں بند رہتی ہیں۔ اور اپنا بچ کا کام کیا کرتی ہیں۔ سابق شاہ یعنی زار کو باہر ہوا میں پھرنے کا بہت شوق ہے۔ چنانچہ جب تک کہ وہاں برف پڑتی رہی۔ وہ ایک لکڑی۔ کے کدال سے برف صاف کیا کرتا تھا۔ اور اب اگرچہ برف نہیں پڑتی۔ مگر جھیل پر جو برف جمی ہوئی موجود ہے۔ اسی کو توڑتا رہتا ہے۔ اخباریں پڑھتا ہے۔ لیکن وہی اخباریں اس کو ملتی ہیں۔ جنکی قیمت دے سکتا ہے۔ اپنے پہرہ داروں اور سنتریوں کو بہت ادب سے سلام کرتا ہے۔ اور وہ اس کو جواب میں مسٹر کرنل کہکر جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کو کونسل کا یہی حکم ہے۔ کہ اس کو اسی نام سے بلایا کریں۔ کونسل نے شروع سے ہی سب خطاب اور مراتب منسوخ کر دئے تھے۔ سابق شاہ افسروں کے ساتھ بے تکلف باتیں کرتا ہے۔ افسر اسے مسٹر کرنل ہی کہتے ہیں۔ پرنس ڈولگروف کاف اور کونٹ بنکین ڈارف اسکے ساتھ رہتے ہیں جو خطوط اسکے پاس آتے ہیں یا اسکی طرف سے جاتے ہیں۔ سب کھول کے دیکھ لئے جاتے ہیں۔ محافظوں کے پہلے سردار نے چونکہ پوشیدہ خط دے دئے تھے۔ اس لئے اس کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اور نیا سردار مقرر کر دیا گیا ہے یہ شاہی قیدی ٹیلیفون کا استعمال بھی افسر محافظین کے سامنے کر سکتے ہیں۔ مگر وہ کرتے نہیں۔ خرچ کی بہت کمی کی جا رہی ہے۔ چنانچہ مارننگ پوسٹ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جب نیا وزیر معاینہ کرنے گیا۔ تو محل کے پچاس نوکروں کو برخاستگی کا نوٹس دیا گیا۔ جن گرم مکانوں میں باغ لگے تھے۔ وہ سب خالی کر دئے گئے۔ اور پھول بیچ دئے گئے۔ ایسٹر کے دنوں میں جب پھولوں کی بہت ہی بہتات ہوا کرتی تھی۔ صرف تین گملے سابق ملکہ کو دئے گئے تھے۔ بوڑھے گھوڑے جو شاہی اصطبل میں پنشن کھا رہے تھے۔ سب کو گولی مار دیگئی ہے۔ گھر کے پالتو جانوروں کو جو دودھ ملا کرتا تھا وہ بند کر دیا گیا ہے اور اس قسم کی بہت سی تکالیف دق کرنے کے واسطے دی جا رہی ہیں۔ کسی شخص کو سابق زار سے ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے اس کے ساتھ رہنا پسند کیا تھا۔ وہ بھی اس کے ساتھ اب قریباً قیدی ہیں ہیں"

عبرت کا مقام ہے کہ جو پہلے کل روس کا شہنشاہ تھا۔ اور اسکے ذرا اشارے سے سائبیریا میں بڑے بڑے شاہزادے اور نواب قید کئے جاتے تھے اب اس کا یہ حال ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی کی صداقت کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت مل سکتا ہے ؂

مندرجہ بالا حالات جن اردو اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔ انھوں نے "زار کی حالت زار" کی سرخی کے ماتحت ہی شائع کئے ہیں۔ اس سے بھی حضرت مسیح موعود کے الفاظ کی شان و شوکت اور صداقت کا اظہار ہوتا ہے۔

(ایڈیٹر)

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان

سنہ ۱۹۰۴ء کے پہلے حصہ میں جب مجھ پر مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ظاہر ہو گئی۔ اور میں نے پورے یقین کے ساتھ بعد تحقیقات سمجھ لیا۔ کہ حضرت اقدس کا دعوے مسیحیت و مہدویت عین مطابق فرمودہ خدا اور رسول ہے۔ اور جو میں نے ان پیشگوئیوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں وہ سچے اور صحیح ہیں۔ تو ہمارے گاؤں میں گھر گھر یہ چرچا ہونے لگا۔ کہ دیکھو غلام قادر مرزائی اور بعض عیسائی کہتے تھے۔ ہو چلا ہے۔ مگر ہنوز میں نے بیعت نہ کی تھی جب بہت چرچا ہوا۔ تو میں ایک دن ایک شخص کی دوکان پر جس کا نام حیات کشمیری اور کپڑا بننے کا کام کرتا تھا۔ جا بیٹھا اگرچہ وہ ایک اُمی مگر دانا اور فقیروں سے محبت کرنے والا بلکہ بہت مدت تک بالکل دنیاوی تعلقات چھوڑ کر مجاہدات شاقہ کا مزا اٹھا چکا تھا۔ اور اسی حال میں متلاشی حق تھا۔ اسلئے اس نے مجھے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تو مرزا صاحب کی بیعت کرنے لگا ہے۔ میں نے اسکو جواب دیا کہ ہاں بے شک میں بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے دعاوی پر ایمان لے آیا ہوں۔ اس وقت اسکی یہ حالت تھی کہ چند روز پہلے اس کی سابقہ بیوی فوت ہو گئی تھی۔ اور اس نے ایک عورت سے جو قریب کے ایک گاؤں منڈیالہ کی تھی نکاح کیا۔ جو کہ بیوہ تھی۔ جب حیات مرحوم نے اسکے ساتھ نکاح کیا۔ چونکہ وہ عورت کچھ اپنے خاوند کا اسباب مع ایک شیر خوار لڑکے کے اپنے میکے یعنی موضع منڈیالہ ضلع گوجرات میں لے آئی ہوئی تھی۔ اس لئے اس کے خاوند کے بھائی نے جوڑیاں والی ضلع گوجرانوالہ کا باشندہ تھا دعوے کیا کہ اس عورت کے ساتھ میرا نکاح ہو چکا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تھا۔ جب دعوے دائر ہوا۔ تو حیات اور اسکی عورت دونوں کے نام وارنٹ جاری ہوئے۔ جج صاحب کے مقدمہ تھا۔ طرفین نے مع اپنے اپنے وکلاء کے مقدمہ شروع کیا۔ گواہ مدعی پیش ہو کر مقدمہ ثابت کیا گیا۔ اور حیات کو گواہ پیش کرنے کے لئے حکم ہوا۔ اس نے بھی گواہ اپنی طرف سے

پیش کیا۔ اب اس دن یعنے جس روز میری اور اسکی گفتگو ہو رہی تھی۔ اور وہ مجھے پوچھ رہا تھا کہ تو احمدی ہونے والا ہے اور میں جواب دے رہا تھا کہ ہاں میں اب بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اس سے چند روز بعد اس کے اس مقدمہ کی اخیری پیشی تھی۔ جسپر طرفین کو یقین تھا کہ اب کی تاریخ پر ہمارا فیصلہ ہو جاوے گا۔ جب مینے اسکو جواب دیا کہ اب میں بہت جلد بیعت کروں گا۔ تو اسنے مجھ سے کہا کہ میں بھی بیعت تو کرلوں۔ مگر اب میری حالت نازک ہے۔ یعنے جتنے پیسے میرے پاس تھے۔ وہ تو اس مقدمہ میں خرچ ہو گئے۔ اور کچھ نکاح پر خرچ ہو گئے تھے۔ اب میں بالکل عاجز ہو گیا۔ اور میرے پاس کوئی خرچ موجود نہیں ہے۔ اور نہایت مفلس ہو گیا ہوں۔ دوسرے عورت کے جانے کا بھی سخت اندیشہ ہے۔ تیسرے مجھے اپنی جان کا سخت خطرہ ہے یعنے اگر عورت ان کو ملی تو میں بھی قید ہو جاوں گا۔ پس نہ دولت رہی نہ گھر کی عورت اور نہ جان رہی نہ عزت۔ یہی میری حالت اسوقت سخت نازک ہے۔ مینے کہا کہ واقعی یہ باتیں جو تو نے بیان کیں سچی ہیں۔ مگر چونکہ تو حق پر ہے حضرت صاحب کی خدمت میں جاکر دعا کرا۔ اور اگر جا نہیں سکتا۔ تو بذریعہ خط دعا کے لئے درخواست کر۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ انجناب کی دعا سے تجھے بچالے گا اور ممکن ہے کہ مقدمہ تیرے ہی حق میں ہو جائے۔ یعنے تجھے عورت بھی مل جائے۔ اسنے مجھے جوابدیا کہ دیکھو یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ ہمیشہ مقدمات کا فیصلہ اخر ایک کے حق میں اور ایک کے برخلاف ہوا ہی کرتا ہے۔ اور حکم سننے تک تو میں یوں بھی یعنے سوا دعا کرانے کے بھی بالکل ناامید نہیں ہوں ممکن ہے۔ ہمارے ہی حق میں فیصلہ ہو جاوے۔ اس لئے میں نہ دعا کرتا ہوں۔ اور نہ حضرت مرزا صاحب کو اطلاع ہی دیتا ہوں۔ مینے اس کو کہا کہ پھر تیرا کیا مطلب ہے۔ اسنے مجھے جوابدیا کہ میں اب اللہ تعالےٰ کی جناب میں تیرے سامنے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے مالک زمین و آسمان اگر مرزا صاحب کو تو نے مسیح موعود و مہدی معہود کرکے بھیجا ہے۔ اور وہ اپنے دعاوی میں صادق ہیں۔ تو میں تیری جناب میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے اور میری عورت کو عدالت میں حاضر نہ ہونا پڑے اگر ویسا ہوا یعنے ہم اب عدالت میں پیش نہ ہوئے۔ تو میں ایمان لے آؤں گا۔ کہ واقعی حضرت مرزا صاحب تیری ہی طرف سے ہیں۔ اس کے جواب میں مینے اس کو کہا کہ دیکھ یہ خدا کے حضور ایک گستاخی ہے۔ تو صرف یہ دعا کر کہ خدا تعالےٰ تیرے حق میں فیصلہ صادر فرمائے۔ لیکن اگر مقدمہ تیرے حق میں نہ ہو۔ اور تجھے عدالت میں جانا بھی پڑے۔ تو تیرے ایمان میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ انشاء اللہ۔ میں حضرت مرزا صاحب کو بموجب فرمودہ قرآن و حدیث سچا مانوں گا اسنے جوابدیا کہ ہاں آپ بے شک سنائیں۔ مگر میرے ماننے کی امید سوا مذکورہ بالا شرط پوری ہونے کے ہرگز نہ کیجئیے قصہ کوتاہ یہ بات مشہور ہو گئی۔ اور لوگ اسکی انتظار کرنے لگے۔ خدا تعالےٰ کی قدرت کاملہ پر قربان جائیں۔ کہ جب اسکے مقدمہ کی تاریخ آئی۔ تو وہ اپنی عورت کے جسکی ضمانت حاضری ہو چکی تھی۔ اور مع دیگر اشخاص کے گوجرانوالہ گئے اور مدعی بھی اپنے دوستوں کے ساتھ آگیا۔ مگر فریقین کو کسی نے بالکل نہ بلایا۔ آخر وکلاء نے جو طرفین کی طرف سے مقرر تھے۔ مقدمہ کے پیش ہونے کی بہت کوشش کی۔ مگر مسل مقدمہ ہی غائب تھی۔ عدالت جسکے کمروں میں مدتوں مقدمہ دائر رہ کر اپنے اخیری مرحلہ پر پہنچ چکا تھا حیران تھی کہ مسل کہاں گئی۔ آخر حاکم نے کہدیا۔ کہ میرے پاس تمہارا کوئی مقدمہ موجود نہیں چلے جاؤ۔ لطف یہ کہ طرفین معہ اپنے وکیلوں کے کہہ رہے تھے۔ کہ ہمارا مقدمہ آپکے پاس دائر ہے۔ مگر حاکم مجبور تھا۔ بسبب نہ ملنے مسل کے۔ اس لئے اسنے صاف جوابدیا۔ پس خدا نے اپنے مسیح کی سچائی اسطرح ظاہر کرنے کے لئے یہ نشان ظاہر فرمایا۔

پس وہ جو دعا میں شرط تھی۔ خدا کے فضل سے اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور حیات مذکور نے آتے ہی بیعت کرلی۔ اور اس نشان کو بہت مشہور کیا۔ کیونکہ وہ مقدمہ بہت مشہور ہو چکا تھا جس کا نتیجہ خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کی سچائی میں ظاہر فرمایا۔ اب ہماری مقامی جماعت کے لوگ جہاں ذکر ہوتا اس نشان کا بیان کرتے۔ جسے سنکر بعض تو حیران ہوتے۔ اور بعض یہ کہتے کہ رشوت دیکر مسل غائب کرادی ہے۔ اور اس حیلہ سے اس نشان کو مدہم کرنا چاہتے۔ مگر یہ بات بالکل جھوٹ تھی جسکی کوئی اصل نہ تھی نہ حیات مذکور اس لائق تھا۔ نہ کبھی ایسا واقع ہمنے سنا تھا۔ اور نہ بعد میں سنا ہے۔ چند روز کے گذرنے کے بعد مدعی مذکور نے پھر سرے سے دعوے دائر کردیا۔ جب پھر دوبارہ حیات مذکور کو مع اسکی عورت کے وارنٹ بابت مقدمہ ثانی آئے۔ تو بعض دشمنوں نے بطور مسخری کہا کہ دیکھو مرزا صاحب کا معجزہ غلط نکلا۔ مگر حیات مذکور نے جواب میں کہا کہ جس خدا نے حضرت مرزا صاحب کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے مسل کو غائب کردیا تھا۔ اور اس کا نام و نشان مٹا دیا تھا۔ اب مدعی کو بھی بیخ و بن سے مٹا ڈالے گا۔ تاکہ وہ پھر مقدمہ ہی دائر نہ کر سکے۔ آخر جب دعوےٰ ثانی کی تاریخ پر حیات مذکور مع اپنی عورت کے گوجرانوالہ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ مدعی حاضر نہیں ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کو بیماری طاعون ہو چکی ہے۔ اسلئے وہ حاضر نہیں ہو سکا۔ قصہ کوتاہ وہ اسی بیماری سے مر گیا۔ اور حیات کو نہ کسی نے حاضر کیا اور نہ حاضر ہونے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ ہے مختصر سا نشان صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔

جب مینے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ تو انہی دنوں یہ نشان الہٰی تصدیق مسیح موعود علیہ السلام کے دیکھا تھا۔ جو ایک بڑا نشان تھا۔ اور جسنے ماسوا اور نشانوں کے ہمارے ایمانوں کو بہت پختگی بخشی تھی۔ مگر میری غفلت کی وجہ سے اشاعت پذیر نہ ہو سکا۔ یعنے بذریعہ کسی اخبار یا رسالہ کے مینے اس کو شائع نہ کیا۔ دیکھنے والے تو اب تک بہت موجود ہیں۔ اب مینے سوچا کہ اس نشان کے علم کی آخری حد میرے وجود تک ہی رہ سکتی ہے۔ اس لئے مجھ کو فکر ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ کا دیا ہوا سارٹیفکیٹ اپنے مامور کی صداقت میں ضائع نہ ہو جائے۔ اس لئے آپکی خدمت میں مختصر الفاظ میں وہ نشان لکھ کر ارسال کرتا ہوں۔ جس کے ابھی تک بہت دیکھنے اور سننے والے موجود ہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو شائع کرادیں۔ اگر آپ کی زیادہ تصدیق چاہیں۔ تو جناب حافظ غلام یٰسین صاحب قاری مدرس مدرسہ احمدیہ سے پوچھ لیں۔ حافظ صاحب کو اس کا علم ہے۔ کیونکہ ان دنوں یہیں موجود تھے۔

(بقلم خود غلام قادر از جیو دخیل ڈاکخانہ جلال پور گجرات)

اس واقعہ کے متعلق شہادت

یہ واقعہ مینے خود حیات مذکور اور دیگر لوگوں سے سنا ہے

غیر مبائعین کے چند سوالات کے جواب

یکم اپریل ۱۹۱۷ء کے پیام میں چند سوالات بغرض جواب شائع ہوئے ہیں۔ جنکے جوابات کئی بار اور بتکرار دئے جا چکے ہیں۔ جیسا کہ اخبار الفضل۔ تشحیذ۔ فاروق وغیرہ اخباروں کے مختلف کالموں کو پڑھنے والوں پر مخفی نہیں لیکن بدیں خیال کہ شاید جوابات حقہ کے وہ کالم سائل کی نظر سے نہ گذرے ہوں۔ از سر نو جواب دئے جاتے ہیں۔ ممکن ہے۔ ان سے کوئی طالب حق اور سعید روح فائدہ اٹھالے۔ وباللہ التوفیق وھو نعم المولیٰ ونعم الرفیق ٭

پہلا سوال اور اس کا جواب

کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ ہتک نہیں۔ کہ آپ کی قوت قدسی نے تیرہ سو سال کی طویل مدت میں صرف ایک ہی نبی بنایا۔ اور اس سے پہلے باوجود آپ کی صد درجہ کی پیروی کے کوئی شخص نبی نہ بن سکا۔

یہ سوال اگر کوئی غیر احمدی اور غیر مسلم کرتا۔ تو معذور قرار دیا جاسکتا۔ کیونکہ انہیں مذہب کی حقیقت اور اسلام کی حقیقت سے بہت ہی کم واقفیت ہے۔ لیکن اس سوال کا ایک ایسے شخص کی طرف سے پیش ہونا جو حضرت مسیح موعود کو حکم اور عدل مانتا ہے۔ اور آپ کی تصانیف کو اپنے لئے حجت سمجھتا ہے۔ غور طلب ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود نے جو کچھ تحریر فرمایا۔ اور جس بات کو بطور فیصلہ کے پیش کیا۔ ہمنے اسے قبول کرلیا۔ اور ہر ایک شخص جو احمدی کہلاتا ہے۔ اس کے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ خدا کے مسیح کا فیصلہ قبول کرے۔ کیونکہ ایک مامور من اللہ جو خدا کی طرف سے حکم اور عدل ہو کر آیا۔ اسے صادق مانکر پھر اسکے کسی فیصلہ کے متعلق تذبذب ظاہر کرنا یا اسے قابل اعتراض سمجھنا یہ مامور من اللہ کی کمزوری اور منقصت شان کا باعث نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس سے معترض کی اپنی کمزوری ایمان یا کمی علم کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۷ میں فرماتے ہیں۔ کہ آیت وآخرین منهم لما یلحقوا بهم سے وہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا" پھر بعد میں فرماتے ہیں "وہ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی ہے" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۱ پر لکھتے ہیں۔ "وہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا" پھر آگے فرماتے ہیں "وہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے۔ تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہوجاتے۔ اس لئے خدا کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہوجائے" پھر آپ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ "خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ امت کا وہ ہوگا۔ جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کرکے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وآخرین منهم لما یلحقوا بهم یعنے امت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانے میں آنیوالے ہیں"

اب غور فرمایئے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کی ان تحریروں کو پڑھے گا۔ کیا اس کو معلوم نہ ہوجائیگا کہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے امت کے ایک سلسلہ اور ایک جماعت کی تعیین کی گئی ہے۔ اور مسیح موعود سے شروع ہوکر قیامت تک دوسرے سلسلہ اور دوسری جماعت کی۔ اسلئے بلحاظ دو سلسلوں کی تعیین کے مسیح موعود کے ظہور سے پہلے کسی دوسرے نبی کا آنا وآخرین منهم کی پیشگوئی میں رخنہ انداز ہوتا۔ اور نیز اس سے مسئلہ ختم نبوت بھی مشتبہ ہوجاتا۔ کیونکہ النبیین کا ظہور کہ جن کا تعلق ختم نبوت کے افاضہ سے ہونے والا تھا۔ وہ مسیح موعود کی شکل میں ہی مقدر تھا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء سے ظاہر ہے۔ پس اب باوجود اس توضیح کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مقدس میں پائی جاتی ہے۔ کسی احمدی کا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود سے پہلے تیرہ سو سال تک کسی نبی کے ہونے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسیہ کی ہتک ہے قابل غور اعتراض ہے۔ پھر علاوہ اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی نبی کا آنا معمولی امر نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ ایسے عظیم الشان انسان کی پیشگوئی کسی پہلے نبی نے کی ہو۔ کیونکہ جب معمولی واقعات کی نبیوں کو اطلاع ملتی ہے۔ تو ایک اہم واقعہ کا علم انہیں کیوں نہ دیا جاوے۔ سو الحمدللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی پیشگوئی کی۔ اور اجمالی طور پر امت کے اولیاء اور علماء مجددین کی پیشگوئی بھی کی۔ لیکن جب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی مسیح موعود کو نبی من الانبیاء قرار دیں۔ اور دوسرے مجددین کو جیسا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل سے ظاہر ہے۔ کالانبیاء۔ تو اب اس پر سوال اور اعتراض کیسا؟ اور اگر یہ اعتراض مسیح موعود پر پڑتا ہے کہ صرف آپ ہی کیوں نبی ہوئے۔ تو پھر یہی اعتراض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑے گا۔ کہ آپنے کیوں ایک ہی نبی کے آنے کی پیشگوئی کی۔ پھر ایسا ہی اس سے اللہ تعالےٰ پر بھی اعتراض پڑے گا۔ کہ خدا نے صرف ایک ہی نبی کیوں بنایا۔ اور ایک ہی نبی کے ہونے کی پیشگوئی کو کیوں معین اور محدود کیا۔ پس اپنے اعتراضات کو سیدنا خلیفہ ثانی کی مخالفت کی بناء پر ایسے طور سے پیش کرنا کہ جسکی زد سے نہ مسیح موعود بچیں۔ اور نہ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات۔ بہت ہی سخت کوتہ اندیشی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو احمدی ہوکر محض حضرت فضل عمر کی عداوت اور مخالفت کی وجہ سے اعتراض اٹھاتا ہے۔ اسے بہت ہی ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اور اسے اس بات میں ضرور احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ کہیں اسکے اعتراض کا بداثر مسیح موعود اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات پر تو نہیں پڑتا ٭

گو قانون قدرت اسی نہج پر واقع ہے کہ ایک مقدس کی مخالفت دوسرے مقدسوں کے تعلقات کو بھی سست اور کمزور کر دیتی ہے۔ اور ہوتے ہوتے سلب ایمان تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ مخالفت کی۔ انہیں آپ کی مخالفت سے ان صداقتوں کی بھی مخالفت کرنی پڑی۔ جنکو وہ خلافت ثانیہ کے دور سے پہلے تسلیم کرتے تھے ٭

پھر دیکھو باوجودیکہ اسماعیلی سلسلہ میں ایک زمانہ دراز جو چودہ سو برس سے بھی دگنی مدت کے قریب کا ہے اس قدر فترت واقع ہوئی ہے کہ حضرت اسماعیل کے بعد حضرت مسیح کے ظہور تک کوئی بھی نبی ظہور میں نہ آیا اور ایسا ہی حضرت مسیح کے بعد آنحضرت کے زمانہ ظہور تک کے زمانہ کو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں فترت کا زمانہ قرار دیتا ہے۔ کیا معترض صاحب اسپر بھی اعتراض کرینگے کہ خدا تعالےٰ نے حضرت اسماعیل کے بعد آنحضرت کے زمانہ تک صرف ایک ہی نبی کیوں مبعوث کیا اور ایسا ہی حضرت مسیح کے بعد آنحضرت کے ظہور تک کے زمانے میں کیوں کوئی نبی نہیں مبعوث کیا گیا پس جو جواب اسکا ہو سکتا ہے وہی جواب معترض کے اعتراض کا ہماری طرف بھی ہے مسیح موعود کا مقام صداقت وہ شان رکھتا ہے کہ اگر کوئی معترض آپ پر اعتراض کرے تو وہی اعتراض پہلے نبیوں میں سے کسی نہ کسی پر پڑیگا۔ گو حقیقت میں وہ اعتراض غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہو۔ کیونکہ انبیاء معصوم ہیں اور ان کے بعض حالات اور واقعات مادی نگاہوں سے بہت ہی دور اور مستور ہوتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود اپنی حالت میں دوسرے انبیاء کے ساتھ شریک ہیں آپکی تصدیق سے دوسرے انبیاء کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور آپ کی تکذیب اور انکار سے دوسرے انبیاء کی تکذیب اور انکار لازم آتا ہے کیونکہ آپ جری اللہ فی حلل الانبیاء اور مظہر تمام انبیاء سابقین ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

پھر یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ نے تیرہ سو سال کی طویل مدت میں صرف ایک ہی نبی بنایا۔ اس سے پہلے باوجود آپ کی صد درجہ کی پیروی کے کوئی شخص کیوں نبی نہ ہو سکا۔ اس کا جواب ایک حد تک تو اوپر دیا جا چکا ہے۔ لیکن اب صرف اس فقرہ کے متعلق کہ باوجود آپکی صد درجہ کی پیروی کے کوئی شخص کیوں نبی نہ بن سکا۔ عرض ہے کہ معترض کو کیا علم ہے انہوں نے صد درجہ کی پیروی کی یا نہیں۔ اس کا علم تو خدا کو ہی ہے ہماری نگاہ میں اس امت کے بہت سے علماء اور گوشہ نشین صلحاء معلوم ہوتے تھے۔ لیکن جب حضرت مسیح موعود آئے تو اول مکفرین اور اول المنکرین وہی ثابت ہوئے جس سے قدرتی طور پر بہت ... نکتہ ... چھپا ہوا تھا

گئیں۔ اس لیے خدا ہی خوب جانتا ہے کہ نبوت اور رسالت کے عظیم الشان منصب کے لیے کسکی فطرت قابلیت رکھتی ہے کا حق کہ اعتراض کرتے وقت اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کا ارشاد خداوندی معترض کے پیش نظر ہوتا جس سے ثابت ہے کہ اگر کسی کی فطرت خدا تعالےٰ کی رسالت اور نبوت کی اہلیت رکھنے والی ہو تو خدا تعالےٰ جو خالق فطرت ہے اور جسنے اپنی پاک کتاب میں یؤت کل ذی فضل فضلہ کا ارشاد فرما کر بتا دیا کہ خدا تعالےٰ ہر ایک ذی فضل کو جو اپنی قابل استعداد کے لحاظ سے کسی کمال کے حاصل کرنے کی قابلیت رکھتا ہے اسے وہ فضل اور کمال ضرور عطا کر دیتا ہے۔ اور بخل نہیں کرتا۔

اب خدا تعالےٰ نے تو اپنے تئیں ہر قسم کے بخل اور حق تلفی کے عیب سے بری ٹھہرایا ہے لیکن افسوس ہے کہ معترض صاحب آداب عبودیت حقہ سے بھی الگ ہو کر ایسی بات منہ سے نکال رہے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ کی پاک ذات پر بھی بخل اور حق تلفی کا الزام عاید ہوتا ہے کیونکہ بقول معترض پہلے لوگ آنحضرت کی پیروی اس درجہ تک کرنے والے تھے جس سے وہ نبوت کا منصب پانے کے مستحق تھے لیکن باوجود مستحق ہونے کے خدا نے انہیں نبوت کا منصب پانے سے محروم رکھا گویا خدا نے ظالمانہ روش سے ان کی حق تلفی کی اور بخل سے انہیں اس فیض سے بے نصیب کر دیا (وسبحان اللہ عما یصفون) کس قدر افسوس ہے کہ لوگوں کے دل میں شان الوہیت کا بھی کچھ پاس نہیں اور نہ ہی پاس ذوالجلال والجبروت خدا کا کچھ خوف دل میں ہے۔ ورنہ ایسی باتیں جو سوء ادب میں داخل اور معصیت ہیں۔ کیوں زبان پر لائی جاتیں۔

دوسرا سوال اور اس کا جواب

دوسرا سوال یہ کیا گیا ہے۔ کہ کیا نبی کریم کے اصحاب کبار ان لوگوں پر کچھ بھی فضیلت نہیں رکھتے جو آپ کے بعد آئے اگر انہیں بعد کے لوگوں پر فضیلت ہے کیونکہ انہوں نے براہ راست نبی کریم سے اسلام سیکھا اور آپ کی صحبت سے فیض حاصل کیا تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ تو نبی نہ بن سکیں۔ اور مسیح موعود جو تیرہ سو برس بعد آئے نبی ہو نگے۔

اس سوال کرنے کو معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحب نے نہ قرآن کریم کو بغور دیکھا ہے اور نہ ہی حضرت مسیح موعود کی کتابوں کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا ہے۔ ورنہ اس قسم کا اعتراض نہ اٹھاتے۔ کسقدر افسوس ہے کہ حضرت رب العالمین نے آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم سے مسیح موعود کے صحابہ کو آنحضرت کے صحابہ اور ان کے برابر قرار دے اور مسیح موعود کے وجود کو آنحضرت کا وجود ٹھہرائے لیکن معترض صاحب ایسی کہ اپنی نادانی سے صحابہ کی سفارش میں بیہودہ طور پر ساعی ہوں۔ کاش وہ حضرت مسیح موعود کی اس عبارت ذیل کو پڑھتے۔ جو حضور نے ایک غلطی کے ازالہ کے صفحہ پر تحریر فرمائی ہے۔ کہ

”ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے۔ جیسا کہ آیت وآخرین منہم سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں ٹھہرائے گئے۔ لیکن اس جگہ مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا۔ یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعے سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت سمجھے گئے اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے۔ کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے۔۔ پس آیت میں اس کو ایک وجود نفی کی طرح رکھ دیا۔ اور اس کے عوض میں آنحضرت کو پیش کر دیا ہے۔“

پھر تتمہ حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ ”وہ آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہو گا“

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں۔

”بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئی ہے“

اب یہ عبارتیں ہیں۔ کہ جن سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پیشگوئیوں کے رو سے ایک ایسے موعود نبی کی حقیقت میں ہیں۔ کہ جس سے آپکے وجود کو آنحضرت کا وجود اور آپ کے صحابہ کو آنحضرت کے صحابہ قرار دیا گیا اب جب کہ مسیح موعود کی یہ شان ہے۔ کہ بموجب ارشاد

آپ کے صحابہ سے طالب ہوکر پایا۔

آپ کے پاس سے انسان آنحضرت کے صحابہ میں مل جاتا ہے۔ تو اب صحابہ کو مسیح کی شان پر قیاس کرنا۔ کتنی بڑی ناوانی ہے۔ کیا صحابہ آنحضرت کے برابر ہیں۔ پھر مسیح کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے مسیح موعود کو آنحضرت کا ظل وجود قرار دے دیا ہے۔

اور یہ کہنا کہ کیا نبی کریم کے اصحاب کبار ان لوگوں پر کچھ بھی فضیلت نہیں رکھتے۔ جو آپ کے بعد آئے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کی دو بعثتوں کے لحاظ سے آپ کی امت کے دو حصے کردیئے ہیں جیسا کہ ثلثۃ من الاولین و ثلثۃ من الاخرین سے ظاہر ہے پس اس صورت میں بعث اول کے صحابہ کو جنہوں نے براہ راست فیض حاصل کیا۔ انہیں بعث اول کے ان لوگوں پر جو ان کے بعد میں آئے لاریب فضیلت حاصل ہے۔ لیکن بعث ثانی کے صحابہ جو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کے اصحاب ہیں بعث اول کے صحابہ کو ان پر فضیلت نہیں۔ کیونکہ آیت واخرین منہم کے رو سے جب خدا تعالےٰ انہیں صحابہ میں سے قرار دیتا ہے تو اب ہم انہیں ان پر اپنی طرف سے کیونکر فضیلت دیں جو غلط اور اقرار احمق ہے۔

معترض صاحب کا یہ کہنا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ (یعنی صحابہ) تو نبی نہ بن سکیں اور مسیح موعود جو تیرہ سو برس بعد آئے نبی ہو گئے۔ اس کا جواب تو اول وہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے آج سے تیرہ سو برس کی بھی زیادہ عرصہ ہوا دے جسمیں دے رہا ہے۔ اور وہ یہ کہ واخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم سے آگے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم کا ارشاد فرماکر بتا دیا کہ وہ معترض جو اپنی نادانی سے یہ کہے کہ وہ آخرین کا گروہ صحابہ کی شان کو کیونکر پانے والا ہے اور ایسا مسیح موعود کو یہ رتبہ کیونکر حاصل ہوگا کہ آپ کے پانے سے لوگ آنحضرت کے صحابی بنتے ہو جاوینگے۔ تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یعنے یہ اللہ کا فضل ہے

اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔ جسے وہ چاہتا ہے بہت بڑا آدمی بنا دیتا ہے جیسا کہ آنحضرت کو اپنے فضل سے اتنا بڑا انسان بنا دیا حالانکہ اعتراض کرنے والوں نے لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم کے اعتراض سے آنحضرت کو حقیر سمجھکر قرآن مجید کلام نبوت و رسالت کے قابل نہ سمجھا کہ آپ پر اترتا۔

ایسا ہی آپ کی نسبت ہنسی اور ٹھٹھا سے اھذا الذی بعث اللہ رسولا کہنے والے کب آپ کو اس قابل سمجھتے تھے۔ کہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی رسالت کا منصب عطا ہو۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے جیسے مسیح موعود اور آپ کے صحابہ کے متعلق ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فرماکر مسیح موعود کے حاسدوں کو آتش حسد میں جلا دیا۔ اسی طرح آنحضرت کے متعلق واللہ یختص برحمتہ من یشاء فرماکر آپ کے دشمنوں کو نار حسد کا ایندھن بنا دیا۔

دوسرے عرض ہے کہ معترض کا یہ کہنا کہ صحابہ تو نبی نہ بن سکے اور مسیح موعود نبی ہو جائیں۔ کیونکہ نبی بننا کسی کے اختیار میں نہیں۔ خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے پھر خدا تعالےٰ کا کسی کو نبی بنانا اپنی حکمت اور مصلحت کے نیچے ہے۔ جیسا کہ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ سے ظاہر ہے پھر اگر صحابہ کے نبی نہ بن سکنے کے متعلق استعجاب ہے کہ کیوں وہ نبی نہ بن سکے اور مسیح موعود نبی بنے تو یہی صورت سوال کی مسیح موعود کے مسیح اور مہدی موعود ہونے کے متعلق پیدا ہو سکتی ہے کہ کیوں صحابہ مسیح موعود نہ بن سکے اور کیوں مسیح موعود بن گئے پھر کیا معترض صحابہ میں سے کسی کے مسیح اور مہدی موعود نہ بننے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کے مسیح اور مہدی ہونے سے بھی انکار کر دینگے۔ کہ چونکہ صحابہ نہیں بن سکے اس لیئے مسیح موعود نہیں بن سکتے۔ کیونکہ جس طرح نبی ہونے کی خصوصیت مسیح موعود میں تھی ویسے ہی مسیح اور مہدی موعود ہونے کی خصوصیت آپ میں پائی جاتی ہے

تیسرا سوال اور اس کا جواب

تیسرا سوال ہم پر یہ کیا گیا ہے بہ تہذیب الاعتقاد سکھر سے

کہ آنحضرت صلعم کے بعد تیرہ سو سال میں صرف ایک ہی نبی آیا کیا یہ ہے کہ یا معاذ اللہ آپ کو بدقسمتی سے ساتھی ہی ایسے ملے کہ کوئی ان میں سے نبی بننے کے قابل نہ تہا الخ

اس سوال کا جواب ایک حد تک پہلے سوال کے جواب میں آگیا ہے۔ ہاں معترض کا یہ کہنا کہ آپکی قوت قدسی بھی معاذ اللہ اتنی ناقص تھی کہ اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایک کو بھی نبی نہ بنا سکے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہی صورت مسیح اور مہدی موعود کے منصب کے متعلق ہو سکتی ہے کہ کیا آنحضرت کی قوت قدسی معاذ اللہ ایسی ہی ناقص تھی کہ آپ اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو بھی مسیح اور مہدی موعود نہ بنا سکے یا معاذ اللہ آپ کو بدقسمتی سے ساتھی ہی ایسے ملے تھے۔ کہ کوئی ان میں سے مسیح اور مہدی موعود کے منصب کو پانے کے قابل نہ تہا۔ باقی حصہ سوال کا جواب بھی اس پر قیاس کر لیجئے۔ اور یہ کہنا کہ لوکان بعدی نبیا لکان عمر۔ یعنے اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا۔ تو وہ عمر ہوتا۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ اول تو اس میں حضرت عمر کے حق میں یہ کلمات بطور مبالغہ کے ہیں۔ جس کی حضرت عمر کی غایت درجہ کی تعریف مقصود ہے اور یہ اس لیئے کہ حضرت عمر کے کئی ایک ایسے اقوال ہیں جن سے قرآن کریم کی وحی کا توارد ہوا۔ پھر بعد اس کے معنے غیر کے بھی آتے ہیں اور اس صورت میں یہ معنے ہونگے۔ کہ اگر میرے سوا کوئی نبی ہونا ہوتا۔ تو عمر ہوتا۔ یعنی اپنے وقت میں چونکہ صرف آپ ہی نبی تھے۔ اس لیئے فرمایا کہ میرے وقت میں صرف میں ہی نبی ہوں لیکن میرے سوا اگر کوئی اور نبی ہونا ہوتا۔ تو عمر ہوتا۔

اور اگر بعد سے مراد بعد از وفات آنحضرت کا زمانہ مراد لیا جاوے تو بھی درست ہے کیونکہ قیامت تک آنحضرت صلعم کے بغیر کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ لیکن چونکہ آپ قیامت تک کے زمانہ کے لیے نبی ہیں۔ اس لیئے آپ کے بعد اگر آپ ہی اپنی نبوت کے ساتھ ظہور فرما ہو جائیں تو پھر لانبی بعدی کے منشاء کے خلاف نہیں۔ اور چونکہ آنحضرت کا اپنی وفات کے بعد آنا اصالتاً نہیں ہو سکتا۔ اس لیئے جب کبھی آپ آئینگے۔ کسی بروز اور مظہر کے ذریعہ آئینگے جیسا کہ آیت واخرین منہم کے رو سے آپ بعث ثانی

مسیح موعود میں ... منظہور فرما ہوئے۔ پس مسیح موعود کی بعثت دراصل آنحضرت کی ہی بعثت ہے اور آپ کا ظہور آنحضرت کا ظہور ہے۔ الخ

چوتھا سوال اور اس کا جواب

اگر نبی کریم اپنے جیتے جی اپنے ساتھیوں کو نبی نہ بنا سکے (....) تو اپنی وفات کے بعد تیرہ سو برس پیچھے کیونکر کوئی آپ کی اطاعت سے نبی بن سکتا ہے۔ الخ

معترض صاحب کے غیظ و غضب کا علاج تو اللہ ہی کرے آپ نے ایک سوال کو مختلف عبارتوں میں پیش کیا اور اپنے اندر کے بخار کو کئی پیرایوں میں ظاہر کیا۔ اب سوال چہارم کو دیکھئے کہ یہ بھی وہی سوال ہے جس کا مضمون بتکرار پہلے گذر چکا ہے اور پہلے جوابوں میں اس کا جواب بھی گذر چکا ہے لیکن علاوہ تکرار کے کچھ اور بھی زاید کر دیا جاتا ہے سو واضح ہو کہ آنحضرت نے اپنے جیتے جی جس طرح صحابہ سے کسی کو مسیح اور مہدی موعود نہیں بنایا۔ لیکن تیرہ سو سال بعد جا کر ایک شخص کو مسیح اور مہدی معہود بنایا۔ اسی طرح مسیح موعود کے نبی بنانے کے متعلق سمجھ لیجئے۔ علاوہ اس کے جب مسیح موعود کی نبوت اور بعثت از روئے آیت و اٰخرین منہم آنحضرت کی ہی نبوت اور بعثت ہے۔ تو اس طرح سے آپکی وہ خصوصیت بھی ادا ہو گئی۔ جو آپ کو خصوصیت کے معنوں سے پیدا ہوتی ہے۔

اب اگر آپ لوگوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوبارہ بعثت اور آپکی نبوت کے دوبارہ ظہور سے بھی تکلیف اور رنج ہے۔ تو پھر جاؤ آنحضرت کی بعثت ثانیہ اور نبوت کے انکار سے اسلام اور احمدیت کے دعوے سے بھی دست بردار ہو جاؤ۔ پھر نام کی مسلمانی پر اسقدر جھگڑنا کیا معنے رکھتا ہے۔ کیا اسلام اسی کا نام ہے۔ جو تمہاری کرتوتوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ پھر تم غور کرو کہ خدا اور اس کا رسول تمہاری ہوا و نفس کے تابع ہیں۔ کہ جسطرح تم چاہو وہ اسی کے پابند ہوں۔ نا سمجھو! تم نے کس سے سیکھا کہ خدا اور اس کے رسول پر تم اس طرح بے باکانہ حملے کر رہے ہو۔ کیا تمہارا حق ہے۔ کہ خدا کے فعل پر جو سراسر حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے۔ یہ اعتراض اٹھاؤ۔ کہ خدا نے فلاں کو کیوں نبی بنایا۔ اور فلاں کو کیوں نہ بنایا۔ کیا آداب عبودیت حقہ کا اقتضا یہی ہے۔ جو تمہاری ہوا پرستیو

اور شوخیوں سے ظاہر ہے۔ مسلم اور محسن نام اور یہ کام۔ العیاذ باللہ۔ کس قدر افسوس ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی جبروت اور جلال کا پاس بھی نہیں کیا جاتا۔ اور ماقدروا اللہ حق قدرہ کے ارشاد کے مطابق حضرت جل وعلاء کی عزت کو کچھ بھی ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ خدا تعالےٰ من یطع اللہ والرسول الخ کے ارشاد سے آنحضرت ؐ کی اطاعت کے برکات کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ آنحضرت ؐ کی اطاعت سے نبوت کا انعام بھی ملتا ہے۔ چنانچہ وہ انعام ایک شخص کو ملتا ہے۔ خدا اسے اپنے الہام اور وحی سے نبی کا صریح خطاب دیکر نبی قرار دیتا ہے۔ اور دوسری طرف آنحضرت کی پیشگوئی بھی اسکی تصدیق کرتی ہے۔ ادھر وہ شخص خود بھی نبی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اور اپنی کتابوں میں انکے منکروں کو کافر اور انکے پیچھے نماز پڑھنا حرام اور قطعی حرام قرار دیتا ہے۔ اب ایک شخص جو خدا اور رسول کو مانتا ہے۔ اور مسیح موعود کو سچے دل سے قبول کرتا ہے اس کا انکی تصدیق کے بعد منکروں کی طرح یہ اعتراض اٹھانا کہ اتنی مدت میں ساری امت میں صرف ایک ہی نبی کا ہونا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں واقعات کا انکار کرتے ہوئے خدا اور اسکے رسول پر حملہ کرنا ہے۔ کہ خدا نے کیوں نبی بنایا۔ اور آنحضرت ؐ کی اطاعت کو یہ شرف کیوں عطا کیا گیا۔ کہ آپ کی اطاعت سے نبی بنایا لیکن ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ایسے ایمان سوز اعتراضات مومنوں کی زبان اور قلم سے نہیں نکلا کرتے بلکہ ایسے ہی بے ادب اور بدروحوں کا کام ہے۔ جو کسی مذہب کی قید میں اپنے تئیں مقید نہیں رکھتے۔ اور نا سمجھ مست والوں کی طرح جو کچھ چاہا بکتے پھرے۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کے اعتراضات کا اٹھانا کوئی حقیقت رکھتا ہے تو پھر یہ بات کو بھی اٹھایا جا سکتا ہے کہ امت کے سارے لوگ کیوں صدیق نہیں بن سکے۔ اور ایسا ہی سب کے سب شہید اور صالح کیوں نہیں بنے۔ لیکن اگر شہداء کا وجود صلحاء کے وجود سے قلیل تعداد میں ہے یا صدیقوں کا وجود شہداء سے بھی قلیل ہے۔ اور نبیوں کا اس سے بھی کم۔ تو کیا اس کی مثنی یہی معترض سوال کریگا۔ ایسا ہی یہ کہ آنحضرت کے بعد کی خلافت راشدہ کا

انعام حاصل کرنے والے سب صحابہ میں سے صرف چند کس کیوں ہوئے۔ اور خلافت راشدہ کی مدت صرف تیس سال تک ہی کیوں مقرر کی گئی۔ دیکھو اعتراضات کی کوئی حد بھی ہوتی ہے لیکن ایسے اعتراضات کہ جن کا اٹھانا سوء ادب اور بے باکی اور گستاخی ہے۔ وہ ہستیاں ہیں جو انسان کو خسر الدنیا و الآخرۃ بنا دیتی ہے +

پانچواں سوال اور اس کا جواب

اس متضاد بیان کو کیا کریں کہ باوجود اس خصوصیت کے قائم کرنے کے (کہ نبی کریم نے صرف مسیح موعود کو ہی نبی فرمایا) یہ بھی ساتھ ہی کہدیا جاتا ہے کہ ابھی مسیح موعود کے بعد ہزاروں نبی آنے والے ہیں۔ بتاؤ وہ خصوصیت کیا ہوئی؟

شاید معترض صاحب اسی لئے مسیح موعود کی نبوت کے منکر ہوئے ہیں کہ کہیں آپ کو نبی ماننے سے آپکے بعد کے نبیوں کو بھی نہ ماننا پڑے۔ اور پھر خدا کے نبیوں کا ماننا اور قبول کرنا جو معترض کے نزدیک ابدی لعنت اور شقاوت ہے۔ اس سے کہیں وہ جہنم میں نہ جھونکا جائے۔ اللہ اللہ کس شان کی پیش بندی اور حفظ ماتقدم کی راہ سوچی گئی ہے۔ معترض صاحب ابھی قیامت تک خدا جانے کتنا زمانہ باقی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس میں کسی نبی کے مبعوث ہونے کی بھی ضرورت پیش آجائے۔ سو اگر کسی ایک متنفس نے یہ کہدیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے بعد بھی نبی آئینگے۔ اس پر اتنا شور مچانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود کے کلام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے دیکھو ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱ سطر ۱۱ و ۱۲

"ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ؐ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجاویں۔ اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں"۔

علاوہ اسکے آیت خاتم النبیین کا لفظ النبیین جو جمع ہے۔ اسکی اور بھی تائید کرتا ہے۔ پھر مسیح موعود کی خصوصیت تو آنحضرت کے بعد صرف آپکے زمانہ تک تھی۔ کہ آنحضرت کے بعد مسیح موعود تک آپکے سوا اور کوئی دوسرا شخص نبی نہیں۔ جیسا کہ حدیث لیس بینی و بینہ نبی سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ پس مسیح موعود کی خصوصیت لیس بینی و بینہ نبی کے معنوں میں ہے۔ جو آپکے بعد کے لحاظ

حالات لنڈن

(حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قلم سے)

مؤمن پرندے سب حمد وثنا اس پاک پروردگار کے واسطے ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب کے دل ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے گمراہ ٹھہراتا ہے۔ وہی ہادی ہے اور اس کے سوا کوئی ہادی نہیں۔ جسقدر دنیوی مصروفیت یورپ میں اور بالخصوص لنڈن میں ہے۔ اہل ایشیا شاید اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ یہاں گلیوں اور بازاروں میں لوگ چلتے ہوئے نہیں دکھائی دیتے۔ بلکہ دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ چلنے میں وقت زیادہ لگتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ کسی کو فرصت ہم کو نہیں۔ پھر بھی خدا جسے چاہتا ہے راہ پر لاتا ہے۔ پچھلے ہفتہ ایک شخص کی بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ارسال کیا گیا تھا۔ اور اس ہفتے ایک اور ارسال ہے۔ پہلے کا نام سپیرو تھا (چڑیا) تو اس کا نام برڈ ہے (پرندہ) اس میں کوئی حکمت الٰہیہ ہے۔ خدا کی باتیں اسکے فضل سے پوری ہو رہی ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

وسعت لنڈن لنڈن اپنی وسعت میں شہر نہیں بلکہ ایک ملک معلوم ہوتا ہے۔ جو ایک بڑی جگہ آباد ہو گیا ہے۔ سیالکوٹ جیسے چار پانچ آبادی کی آبادی ہے۔ شہر کے اندر چار قسم کی سواریاں ملتی ہیں۔

(۱) موٹر گاڑی۔ جو لاہور کے یکوں کی جگہ ہوتی ہے۔ استعمال ہوتی ہے۔ جیسے لاہور امرتسر میں گھوڑا گاڑی۔ گاڑی کے اندر ایک میٹر لگا ہوتا ہے۔ جس میں خود بخود کرایہ لکھا جاتا ہے۔ اب ایک شلنگ ہو گیا۔ اب ڈیڑھ ہو گیا۔ اب دو ہو گئے۔ گاڑی والے سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں اترو میٹر دیکھ کر کرایہ دے دو۔ فیصلہ ہو گیا۔ اس گاڑی کو ٹیکسی کہتے ہیں۔

(۲) کمپنی کی موٹر جو دو منزل جسکو یہاں بس کہتے ہیں۔ اوپر نیچے بیٹھتے ہیں۔ ایک پینی ہوتا ہے۔ بہت آرام کا ذریعہ ہے۔ اور ہر طرف چلتی اور ہر طرف لنڈن میں جاتی ہے۔ جہاں سے چاہو سوار ہو جاؤ۔ اور جہاں چاہو اتر جاؤ۔

(۳) ٹریم کار جو بجلی سے چلتا ہے۔ مگر دہلی کلکتہ کی ٹریم کاروں کی طرح اسکے اوپر سونٹا نہیں ہوتا۔ مگر لائن کی دونوں ریلوں کے درمیان ایک تیسری تنگ فاصلہ ریل ہوتی ہے۔ نیچے سے ٹریم کا تعلق اسکے ساتھ قائم رہتا ہے۔ ایک پینی میں اوسطاً میل تک جاتی ہے۔

(۴) ریل یہ بھی شہر کے اندر نیچے زمین کے چلتی ہے۔ کرایہ بہت ارزاں ہے۔ اسمیں دخانی انجن نہیں ہوتا بجلی کے ذریعہ سے چلتی ہے۔ سطح زمین سے قریباً ۶۰ فٹ نیچے یا بعض جگہ کم۔ تہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ پہلے مسافروں کو ایک کمرے میں بٹھا دیتے ہیں۔ وہ کمرہ نیچے چلا جاتا ہے۔ وہاں اسٹیشن، پلیٹ فارم سب بنے ہوئے ہیں۔ ریل پر سوار ہو کر کہیں چلے جاؤ۔ وہاں پھر ویسے ہی کمرے میں بیٹھ جاؤ۔ وہ کمرہ اوپر کو اٹھتا ہے۔ اور سطح زمین پر مسافروں کو پہونچا دیتا ہے۔ اس کمرے کو لفٹ (Lift) کہتے ہیں۔ بظاہر ایک جادو کا کھیل معلوم ہوتا ہے۔

ٹم ٹم یا ٹانگہ کوئی دیکھنے میں نہیں آیا۔ گھوڑا گاڑی وکٹوریا پرائیویٹ ہی ہیں۔ جو بعض امراء رکھتے ہیں۔

تھوکنے پر جرمانہ ریل گاڑی میں نوٹس لگا ہوتا ہے کہ تھوکنا منع ہے۔ جو تھوکیگا۔ پانچ شلنگ جرمانہ ہوگا یعنی مبلغ ۳ ر۔ خیر! تھوکنے کی حاجت ہو تو اپنے رومال میں تھوکنا چاہیئے

پاخانے پاخانے جا بجا بنے ہوتے ہیں۔ پیشاب کی جگہ الگ۔ پاخانے کی الگ۔ اسکے اندر لکھا ہوا ہے کہ بعد فراغت اپنے کپڑے یہاں ہی درست کر لو۔ باہر نکل کر لوگوں کے سامنے ازار بند اور پتلون کے بٹن لگانا بڑے عیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔

پمفلٹ یہاں ایک شخص کی کتاب کچھ گورنمنٹ کے خلاف خیال کی گئی۔ اس کے پبلشر پر ۱۰۰ روپیہ کی نالش کی گئی ہے۔ اور چھاپہ خانہ کو خبرداری بہت سخت کی گئی ہے۔

اوقات یہاں آجکل سورج بجے نکلتا ہے اور ۱۰ بجے غروب ہوتا ہے۔ لیکن فجر کی روشنی ۲ بجے نمودار ہوتی ہے۔ اور بعد غروب روشنی ۹ بجے تک رہتی ہے۔ گویا پوری اندھیری رات قریب ۵ گھنٹے ہوتی ہے۔

سردی سردی اب پہلے سے کم ہے۔ پھر بھی میں کپڑوں سے لدا رہتا ہوں۔ اور آج کل مجھے یہاں اس سے زیادہ سردی محسوس ہوتی ہے۔ جتنی کہ قادیان میں جلسے کے ایام میں ہوتی ہے۔ اس سے احباب اندازہ کرسکتے ہیں کہ میرا جسم اس ملک کی سردی کو کہاں تک برداشت کرسکتا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ اس بارہ میں بھی عاجز کے واسطے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ایسی قوت دے۔ جو میں اس سردی کو برداشت کرسکوں۔ اور ایسی خدمت کرسکوں جو میرے لئے اور یہاں کے لوگوں کے لئے اس کی پاک رضامندیوں کے حاصل کرنے کا موجب ہو جائے۔

برادرم قاضی عبداللہ صاحب کے ہاتھوں کی انگلیوں پر چھوردی سے بالکل آرام ہے۔ ہاں ان کی بائیں کلائی میں سردی کے سبب ریمیوٹزم کا درد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا دیوے۔

محمد صادق عفی اللہ عنہ

اعلان

میں اکثر دیکھتا ہوں کہ احباب جو حضرت صاحب کے حضور یا میرے نام چندہ کا ارسال فرماتے ہیں۔ منی آرڈر کے کوپن پر تفصیل نہیں لکھا کرتے جس کی وجہ سے رقم کو مجبوراً امانت میں رکھنا پڑتا ہے اور پھر ان سے بذریعہ خط دریافت کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ اور ترقی اسلام میں روپیہ کی بہت ضرورت رہتی ہے۔ اسلئے نہایت ضروری بات ہے۔ کہ رقوم موصول ہوتے ہی داخل خزانہ ہو جایا کریں تاکہ تکلیف نہ ہو۔ لیکن کوپن پر احباب کا تفصیل نہ درج کرنا مجبور کرتا ہے کہ رقم کو داخل امانت کیا جاوے۔ اسواسطے میں بذریعہ اعلان ہذا کے اطلاع عرض کرتا ہوں کہ بہ اصلاح ہر ایک انجمن کے رقم بھیجنے والے اور دیگر احباب اسبات کو خاص طور پر مد نظر رکھیں کہ جب رقم حضرت صاحب کے حضور یا میرے نام ارسال کیا کریں تو کوپن پر بھی تفصیل صحیح لکھ دیا کریں تاکہ فوراً رقوم داخل کی جایا کریں۔ اور وقت پر موجب کیا جایا کرے۔

والسلام۔ خلیفہ رشید الدین محاسب

ہندوستان کی خبریں

چائے کی برآمد۔ گذشتہ ماہ مئی کے آخری دو ہفتہ میں ممالک متحدہ برطانیہ کو ۱۱۸۰۸۰۰۰ پونڈ چائے کلکتہ سے روانہ ہوئی ہے یکم اپریل سے ۲۰ مئی تک چائے کی مجموعی مقدار برآمد ۱۲۲۱۵۰۱۹ پونڈ رہی ۔

ہندوستان کی حفاظتی فوج۔ بمبئی گورنمنٹ کی ایک کمیونیک۔ جو محکمہ مالگذاری سے جاری کی گئی ہے۔ ظاہر کرتی ہے کہ ۱۵ مئی تک سپاہ تحفظ ہند کے ہندوستانی حصہ میں بھرتی ہونیکی درخواستیں بتعداد ۲۵۱ مختلف مقامات سے احاطہ بمبئی میں موصول ہوئی ہے ۔

ایک عورت کی نظر بندی۔ ماہ گذشتہ کے ابتدائی ایام میں ایک معزز بنگالی خاندان کی ایک عورت پشاور سے گرفتار کر کے کلکتہ لائی گئی تھی۔ اب اسکے معاملہ کا فیصلہ صادر ہو گیا ہے اور ایک مجلس رفاہ عام نے عورت مذکور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی ہے۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک بنگالی عورت پر قانون تحفظ ہند کا عمل درآمد کیا گیا ہے ۔

کشمیر کی وزارت۔ آنریبل راجہ دلجیت سنگھ کشمیر کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے ہیں۔ اور انکا تقرر ۵ سال کے لیے عمل میں آیا ہے شرح تنخواہ ۵ ہزار روپے ماہوار قرار پائی ہے ۔

سفر حجاز۔ گورنمنٹ ہند زائرین حج کے لئے خاص انتظامات پر غور کر رہی ہے کیونکہ بمبئی میں دیگر مقامات کی طرح جہازات کی کمی ہے اور اگر صورت حالات یہی رہی تو یہ کمی قائم رہیگی۔ اسی لیے خیال کیا جاتا ہے کہ تھوڑے آدمیوں کے حج کے جانیکا انتظام ہو سکیگا۔ جو لوگ حج کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں بمبئی میں زیادہ دنوں تک جہاز کے انتظار میں پڑے رہنے پر آمادہ رہنا چاہیئے ۔

جنگی قرضہ کی درخواستیں۔ جنگی قرضہ کی درخواستیں ۲۶ کروڑ ۱۵ لاکھ ۴۳ ہزار پانسو تک پہنچ گئی ہیں۔ اور اسمیں ڈاکخانہ کے ذریعہ سے وصول ہونیوالا اور ڈاکخانہ کے نقد سارٹیفکٹوں کا روپیہ شامل نہیں ہے ۔

امتحان بعد رمضان۔ مسلمانوں کی خواہش کے مطابق کلکتہ یونیورسٹی نے فیصلہ کر دیا ہے کہ کلکتہ یونیورسٹی کا ایم۔ اے اور بی۔ اے کا امتحان بعد رمضان منعقد ہوگا۔ اسی وجہ سے میٹرکولیشن کا امتحان بھی ۲۴ جولائی سے منعقد ہوگا ۔

گندم کی خریداری۔ حیدرآباد سندھ کی تجارتی کوٹھیاں گورنمنٹ کیلئے گیہوں کی بڑی مقدار خرید رہی ہیں اور رعایا اور ان کے درمیان نرخ ٹھیرا رہی ہیں۔ سودا اس شرط پر کیا جا رہا ہے کہ قیمت اشرفیوں کی صورت میں ادا کیجائے گی۔ اشرفی کا بھاؤ رفتہ رفتہ گھٹ رہا ہے۔ اور اب صرف ۸ر زائد یعنی [illegible] ہے ۔

نوٹوں کی اشاعت۔ ہندوستان میں نوٹوں کی اشاعت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ سال گذشتہ کے آغاز میں ۶۱۳۲ روپیہ کے نوٹ چل رہے تھے اگست کے آخر تک انکی تعداد ۷۰۴۷ روپیہ تک پہنچ گئی اور سال رواں کی ابتدا میں ۸۶۳۷ روپیہ ہو گئی ۔

طاعون۔ ہفتہ مختتمہ ۱۷ مئی کے اندر ہندوستان بھر میں پلیگ سے کل ۳۵۱۵ موتیں ہوئیں ۔

پنجاب یونیورسٹی نے قرار دیا ہے کہ دسمبر ۱۹۱۷ء میں اڑھائی لاکھ کی بجائے دو لاکھ روپیہ نقد و سامان تعمیر کی صورت میں فراہم کر لینے پر سناتن دھرم کالج کو بی۔ اے تک یونیورسٹی سے ملحق کر لیا جائے ۔

محسودیوں کی طرف سے برابر مخاصمانہ رویہ کا اظہار ہوا ہے جسے وزیرستان پر جمعیت میں اضافہ ضروری سمجھا گیا ہے اور اب جو سپاہ وہاں متعین ہے اسے وزیرستان فیلڈ فورس کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے حضور ملک معظم کی سالگرہ کے موقعہ پر جنگ کے متعلق کسی مقصد کے لئے جسے حضور ملک معظم پسند فرمائیں دو لاکھ روپیہ عطا کیا ہے ۔

دو بنگالی نوجوانوں کی گرفتاری۔ ہوڑہ پولیس نے موضع کاباں پور کے دو بنگالی نوجوانوں کو اس الزام میں گرفتار کیا ہے کہ انہوں نے رنگامٹی کے قریب ایک کشتی کو لوٹ لیا تھا ۔

دھوکہ سے پروانہ جات راہداری حاصل کرنیکا مقدمہ۔ چہارشنبہ کے روز جنوبی عدالت پولیس میں مسٹر کے بی داس گپتا چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ کر دیا جسمیں تین اشخاص مسمیان مراد بخش ستوش کمار اچون سنگھ اور ہو بکر پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے فرضی حاجت بتلا کر کمشنر پولیس سے جاوا کو جانے پر پروانہ جات راہداری حاصل کیے۔ ملزمان کی طرف سے مسٹر ستوش کمار تر۔ ایس سی ترو کلا پیروکار تھے۔ ملزمان نے اپنے آپکو قصوروار بتلایا اور عدالت نے انکو پچاس پچاس روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائگی جرمانہ دو دو ماہ قید سخت کی سزا دی ۔

محکمہ کمسریٹ میں بے ایمانی ایک لفٹننٹ اور چند دیگر افسران کو سخت سزائیں۔ چونکہ گذشتہ دنوں محکمہ کمسریٹ میں بے ایمانی اور دھوکہ دہی کی وارداتیں ہوئے ہیں اسلیئے حضور کمانڈر انچیف نے حکم صادر فرمایا ہے کہ مجرموں کے جرائم اور [illegible] کا حال شائع کیا جاوے تاکہ اس سے دوسروں کو عبرت ہو مختصر حالات یہ ہیں محکمہ کمسریٹ لفٹننٹ سی۔ ایچ ڈبلیو فلیکس پر الزامات لگائے گئے تھے کہ حضور ملک معظم کی چند افواج کے استعمال کیلئے جو سامان رسد جمع تھا اس کی فروخت میں اس کا تعلق تھا اور گھی کی فروخت میں جو نفع ہوا اس میں سے اس نے حصہ وصول کیا۔ ٹھیکہ داروں کی ایک فرم سے دو ایرانی قالین بطور تحفہ حاصل کیئے اور اسی طرح کنگز ریگولیشنز کے فقرہ نمبر ۴۴۸ کی خلاف ورزی کی۔ کل گوشت میں سے ۱۰ فیصدی خشک ہو جانے [illegible] کے متعلق چھوڑ دینا حالانکہ یہ مردہ گوشت کے متعلق کیا جانا چاہیئے اس طرح اس نے سرکار کو تخمیناً ۳ ہزار روپیہ کا نقصان پہنچایا۔ اسلیئے لفٹننٹ کو دو سال قید سخت کی سزا دی گئی اور ملازمت سے علیحدہ کیا گیا ۔

جی ایس کراس پر سرکاری مال فروخت کرنے کا الزام لگایا گیا۔ سپاہی کے درجہ پر اسکا تنزل کیا گیا اور ایک سال قید سخت کی سزا دیگئی بعد ازاں ملازمت سے موقوف کیا جائیگا۔ سب کنڈکٹر گٹس پر سرکاری مال فروخت کرنے اور بھیڑوں اور بکریوں کی فروخت پر کمیشن وصول کرنیکے الزام میں مقدمہ چلایا گیا اور پانچ سال قید اور ملازمت سے برخاست کیئے جانے کی سزا دی گئی۔ اسی طرح شاف سارجنٹ ہارپر سارجنٹ ماریٹ سارجنٹ ہوایل وغیرہ وغیرہ کو مختلف سزائیں دی گئیں ۔

جنگ کی خبریں

کامیاب حملے

لنڈن ۷ر جون - سر ڈی ہیگ کی آج سہپر کی اطلاع مظہر ہے کہ ہم نے آج صبح تین بجکر ۱۰ منٹ پر ٹیلامینز دائی شیٹ پر حملہ کیا - ادھر ہم اپنے مقامات مقصود حاصل کر لئے - تمام محاذ پر مزید ترقی قابل اطمینان بتلائی جاتی ہے - کثیر التعداد قیدی گرفتار کئے گئے ۔

لنڈن ۷ر جون - ایک بلجیئن اعلان مظہر ہے کہ تمام محاذ پر خصوصاً پاکیمو ڈ اور شین سٹراٹ اور ہٹیاس کے درمیان طرفین کا توپ خانہ خوب سرگرم کارزار رہا - اسجگہ ہم نے دشمن کے جنگی استحکامات پر تباہ کن آتشباری کی - ہمارے ہوا بازوں نے واٹرو بچن اور لنگیمارک کے ریلوے سٹیشنوں پر بم گرائے ۔

نئی جارحانہ کارروائی

لنڈن ۸ر جون - ریوٹر کا نامہ نگار مقیم صدر مقام کی تار خبر مظہر ہے کہ نئی جارحانہ کارروائی دن نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے شروع ہوئی - جبکہ ایک پیشتر سے مقررہ وقت پر سرنگوں کے ڈبل سلسلے اڑائے گئے جنہیں سے چند ایک سال سے تیار کی ہوئے تھے - یہ تمام سرنگیں دشمن کے تمام مورچوں کے قریب اڑائی گئیں - جن سے خوفناک روشنی پیدا ہوئی زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی - اندازہ لگایا جاتا ہے - کہ ان سرنگوں میں مجموعی طور پر ۱۰ لاکھ پونڈ سے زیادہ بارود اڑایا گیا ہے - قیصر کی اس ڈرنگ کا کہ مغرب میں ہماری تجارت ختم ہو چکی ہے - یہ ایک مناسب جواب تھا ۔

شدید گولہ باری

حملے سے پیشتر جو گولہ باری کی گئی - وہ سخت خوفناک تھی - مواضعات وائی شیٹ اور میسنز صفحۂ زمین سے نابود ہو گئے - اور پہاڑی نمبر ۶۰ کے شمال سے پلوگسٹریٹ کے جنوب تک نظارہ نہایت دلدوز ہے - تمام ضلع کا جغرافیہ بالکل بدل گیا ہے - اور زمین اس طرح اڑ گئی ہے کہ ناقابل شناخت ہو گئی ہے ان کھنڈرات میں کسقدر جرمن سپاہی دبے پڑے ہیں - صرف ملک الموت ہی بتلا سکتا ہے - گذشتہ دو یوم سے گولہ باری دشمن کی باتریوں سے ہی کی جاتی رہی ہے اور ہمارے ہوا بازوں کی شاندار امداد سے ہم نے جرمن توپخانے کی آتشباری کو بہت کچھ قابو میں کر لیا ہے - دوران پرس میں بلجیئن توپچیوں نے بھی مدد کی - جرمنوں کو بالکل پتہ نہ تھا - کہ ہم کہاں ضرب لگائینگے - اب وہاں جگہ کہ ہم انہیں ٹیلامینز سے باہر نکال دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں - جہاں سے انہوں نے مٹھی بھر برطانیوں کو جو یہ اکتوبر ۱۹۱۴ء تک قابض رہے تھے اُن کی پوزیشنوں سے نکال دیا تھا ۔

دشمن بالکل تیار نہ تھا

قیدیوں سے تحقیق کیا گیا ہے کہ دشمن کو اس خاص موقعہ پر ہمارے حملہ کی توقع نہ تھی - پیشرو مورچوں سے جو خبر موصول ہوئی ہے - وہ بڑی حوصلہ افزا ہے - اب معلوم ہوا ہے کہ ہم کا ٹیونگھیٹ سے وائی شیٹ تک اپنے آپ کو نصب کئے ہوئے ہیں - اور وشٹ جنگل کا نصف حصہ طے کر چکے ہیں - جس میں ہم نے کلدار توپیں نصب کر دی ہیں - ہم فاسن سٹریسی - سٹروپاک - اٹی انیفر تیار پا گئے فارم اور وشٹ وہیوانٹ پر بھی قبضہ کئے ہوئے ہیں - ہمارا بہت خفیف نقصان جان ہوا - حوصلوں نے نہایت عمدہ کام کیا - جارحانہ کارروائی کا افتتاح بہت عمدہ ہوا ہے لیکن ہمیں جوابی حملوں کے شروع ہونے پر بھاری لڑائی کی - خبروں کے لئے تیار رہنا چاہیئے

دشمن کے سپاہیوں کا اجتماع

لنڈن ۸ر جون - ریوٹر کا نامہ نگار مقیم ہیڈ کوارٹرز مظہر ہے کہ سوائے وشٹ جنگل (ریشیل وڈ) میں ایک تھوڑی سی جگہ کے جہاں صورت معاملات مبہم ہی ہے ہم نے ٹیلامینز پر اپنے تمام مقاصد حاصل کئے ہیں - مشاہدہ کنندے ہوا باز خبر دیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمن وارنٹین کو نیٹانی اور بائی پرس کو آمنز سرک کے نواح میں اپنی ریزرو (محفوظ) سپاہ جمع کر رہا ہے - لیکن ہمارے توپخانے نے ان مقامات کو گولوں سے چھلنی بنا دیا ہے ٹیلامینز نہایت دلیرانہ طور پر فتح کیا گیا - آسٹریلینوں نے جنوبی آئرش سپاہیوں کے پہلو بہ پہلو نہایت وحشیانہ طریق پر جنگ کی - اور عظیم الشان کام کیا - ہمارا نقصان جان غیر معمولی طور پر خفیف تھا - سوئم بھی ہمارے موافق ہی تھا ۔

کئی ماہ کی تیاریوں کا نتیجہ

لنڈن ۸ر جون - نامہ نگار ان اس نئی برطانوی پیشقدمی کو کئی ماہ کی زبردست تیاریوں کا نتیجہ بتلاتے ہیں - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ قریباً عرصہ ایک سال سے سینکڑوں تو بھی بڑی مشقت سے کام کرتے تھے - اور سرنگیں بچھانے والے ماہرین کے کئی دستوں نے قریباً اتنا ہی عرصہ جرمن خندقوں کے نیچے چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں رہائش اختیار کی - اور ریلوے ملازمان کی ایک فوج نے لائنوں کا ایک نہایت مکمل جال بچھا دیا - پیدل فوج نے بھی کئی دفعہ اس مجارحت کی قبل از وقت مشق کی تھی - ہمارے ہوائی جہازوں نے ابتدائی گولہ باریوں میں خاص طور پر شاندار کام کیا - چنانچہ انہوں نے جون کے ابتدائی ۷ دنوں میں اس علاقہ میں دشمن کے ۴۳ ہوائی جہازوں کو تباہ کیا اور ۲۳ کو نیچے اتار دیا - ہمارے صرف ۱۰ ہوائی جہازوں کا نقصان ہوا ۔

متفرق خبریں

آتشخیز پہاڑ کے پھٹنے سے خوفناک نقصان جان

لنڈن ۹ر جون - ریوٹر کا نامہ نگار مقیم سان جوان، ڈیل سر (نکاراگوا) تار خبر ارسال کرتا ہے کہ سان سالویڈور جو سالویڈور کا پایہ تخت ہے - اور جسکی آبادی ۶۰ ہزار سے زیادہ تھی - بالکل تباہ ہو گیا ہے - ابھی مفصل حالات موصول نہیں ہوئے - لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ تباہی زلزلہ اور آتشخیز پہاڑ کے پھٹنے کا باعث ہوئی ہے ۔

۱۰ شہر اور تباہ ہو گئے

ریوٹر کا نامہ نگار ٹیکو گیلپس (ہنڈراس) سے خبر دیتا ہے - کہ سالویڈور میں ۹ اور شہر بھی تباہ ہو گئے ۔

لنڈن ۱۰ر جون - سان جوان ڈل سر - سان سالویڈور سے موصول شدہ اطلاع کے اندر اندر شہر تباہ ہو گئی - یہ تباہی سان سالویڈور میں ایک آتشخیز پہاڑ کے پھٹنے کی وجہ سے ہوئی جسکے دامن میں شہر واقع تھا - سان سالویڈور کے لوگ میدان اور باغوں میں قیام پذیر ہیں ۔